رازِ عشق

(زندگی میں آسانی اور روشنی عطا کرنے والے اقوال)

سید غلام حیدر شاہ قلندری

انجمن غلامانِ قلندر ویلفیئر سندھ

جُملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب:	رازِ عشق
مصنف:	سید غلام حیدر شاہ قلندری
معاون کار:	الطاف ملکانی
مرتب کنندہ:	شیر خان پنہور
اشاعت اول:	نومبر 2022
شائع کنندہ:	انجمن غلامانِ قلندر (ویلفیئر) سندہ انفارمیشن شعبہ
کمپوزنگ:	شیر خان پنھور
ٹائٹل:	معصوم ساحل
تعداد:	1000
قیمت:	400

RAZ-E-ISHQ

1ST EDITION: ©November 2022

PUBLISHED BY: A.G.Q.W SINDH INFORMATION DEPARTMENT.

COMPOSING : Sher Khan Panhwar

Contact: 0300-3483688, 0313-3738040

Email: sherkhan.itian@gmail.com

انتساب

یہ کتاب ان سب کے نام جو زندہ دل رکھتے ہیں اور رازِ عشق کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سید غلام حیدر شاہ قلندری

قطرے سے سمندر بنانے والے اقوال

اہلِ زندہ دل اور اہلِ نظر، زندگی کو ایک امتحان گاہ اور آزمائش کی راہ بتاتے ہیں، اس راہ میں پہاڑ بھی ہیں اور گھاٹیاں بھی، پھول بھی ہیں اور کانٹے بھی، نفرت بھی ہے اور محبت بھی، لیکن کامیابی اس کو ملتی ہے جو دکھ، سکھ کے فلسفے کو چھوڑ کر علمی، فلسفیانہ دلائل کے بغیر حق کی راہ میں عشق کی مشعل اٹھا کر نکل پڑتا ہے، جب ایک طالب نفسانی خواہشات اور اس فانی دنیا کے چُنگل سے نکل کر حق اور سچ کو تلاش کرنا شروع کرتا ہے تو پھر اللہ پاک کی عطا سے مقرر رازدانِ عشق اور رازِ عشق کے جاننے والے کامل حضرات طلبِ عشق میں بھٹکنے والے طالبِ علم کی رہنمائی اور رہبری کرتے ہیں، اور جو خود ایک علم وَعشق کے سمندر کہلاتے ہیں وہی قطرے کو سمندر میں سما جانے کا راز بتاتے ہیں، اور یہ ہی رازِ عشق سائیں سید غلام حیدر شاہ نے اِن چھوٹے چھوٹے الفاظ اور جملوں میں رکھا ہے، جس نے بھی ان کے علم سے سیکھا وہ بھی سمندر بن گیا۔

الطاف ملکانی۔

پیش لفظ

جہانِ علم وحکمت میں جس نے بھی اپنی دھاک بٹھائی وہ کسی نہ کسی واسطے سے پیغمبر ولایت سیدی و مرشدی سیدنا امام علی المرتضٰی علیہ السلام کے در کا دریوزہ گر نظر آتا ہے، چونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک ہے،

"انا مدینۃ العلم وعلی بابھا".

معلوم ہوا کہ جس کو بھی علم کی خیرات ملے گی فقط اِسی در سے ملے گی۔ رہی بات حکمت کی تو وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ، علی علیہ السلام حکمت کے شہر کا بھی دروازہ ہیں۔

"انا دارالحکمت وعلی بابھا".

قصہ مختصر جسے بھی علم وحکمت کی خیرات ملی ہے وہ حسنین کریمین کے باباکے در ہی سے ملی ہے.

صاحب کتاب حضور قبلہ پیر سید غلام حیدر قلندری شاہ صاحب کے اقوال کی سلاست، روانی اور مرصع سازی اس بات کی آئینہ دار ہے کہ وہ بھی اسی در کے خوشہ چیں ہیں.

"رازِ عشق" کو پڑھنا شروع کیا تو مثبت طاقت کے خلیے خون میں مل کر سارے جسم میں گردش کرنے لگے.

کتاب "رازِ عشق" کی اہمیت بہت سے پہلوؤں کو محیط ہے، اس میں موجود اقوال کی بلاغت اور جامعیت کا اعجاز ہے کہ ایک جملہ کتنی کتابوں کا علم عطا کر دیتا ہے، ادب اور زبان و بیان سے متعلق طلبہ یہ بھی سیکھ سکتے ہیں کہ بات کس انداز میں کرنی چاہیے کہ وہ زیادہ سے

زیادہ لوگوں کے دلوں پر اثر کرے۔ اپنی تحریر میں خوبصورت اور مرصع اقوال نقل کرنے سے تحریر کی زیب وزینت میں اضافہ ہوتا ہے اور دلیل میں زور پیدا ہوتا ہے.

اگر انسانی کارواں نے آگے کی طرف کبھی کچھ حرکت کی ہے تو فقط حریتِ فکر کے باعث کی ہے۔ کتاب "رازِ عشق" میں موجود سبق آموز اقوال انسان کی فکر کے دائرہ کار میں وسعت پیدا کرتے ہیں اور دل میں اس سنگ کا کام کرتے ہیں جو خاموش کنوئیں میں ارتعاش پیدا کرتا ہے.

اس تصنیف کے مطالعہ کے بعد اقبال کا شعر یاد آرہا ہے،

"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

ایسا شخص جو کسی مردہ قوم کو زندہ کردے کہیں صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔ اس عہدِ تیز گام میں جہاں انسان کو پیٹ کے لالے پڑے ہیں۔ وہاں قدرت کے مظاہر پر غور کرنا اور عہد پر فتن سے نمٹنے کیلیے ایسے نصیحت آموز اقوال منصۂ شہود پر لانا یقیناً جوئے شیر لانے کے مترادف ہے.

از قلم

احقر غلام حسنین مظہری

صدر نعیمیہ لٹریری سوسائٹی لاہور.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

وماتوفیقی الا باللہ۔ یہ مرقع حسین جسے حضور قبلہ پیر سید غلام حیدر شاہ قلندری شاہ صاحب نے تصنیف فرمایاہے، اس عطر بیز و مرصع و مسجع صحیفہ نور کو پڑھاتو محسوس ہوا کہ اس چھوٹے سے پیالے میں علم و حکمت کا بحر ذخار ٹھاٹھیں مار رہاہے اور یوں لگا کہ شاہ صاحب کے قلم سے صاحبِ نہج البلاغہ کا فیض چھلک رہاہے۔

رازِ عشق ایک ایسا سر الاسرار ہے جسے اہلِ معرفت عوام سے چُھپاتے آئے ہیں لیکن یہ قلندری وجدان ہے کہ شاہ صاحب نے اُسے چُھپانے کے بجائے چَھپانے کو ترجیح دی ہے کہ طریق قلندری تو ہے ہی یہی کہ رقص بھی سرِبازار کیا جاتا ہے۔

رازِ عشق میں جہاں خودی کے ساتھ جینے کا ڈھنگ اور طریقہ ملتا ہے تو وہیں حکمت کے پھول مشامِ جاں کو معطر کرتے ہیں۔ مصنف کا اندازِ بیاں اس قدر دلکش ہے کہ قاری ایک مرتبہ پڑھنے کو بیٹھے تو وقت کا احساس تک ختم ہوجاتا ہے اور قاری کتاب کی سحر انگیزی میں کھو کر خود کو حکمت کی جنت کی فضاؤں میں اُڑتا محسوس کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس کتاب سے استفادہ کیا جائے تو رازِ عشق کے ساتھ ساتھ رازِ حیات بھی ہاتھ ضرور لگ جائے.

میری دعاہے کہ اللہ تعالیٰ قاسم فیضان حیدری حضرت قبلہ سید غلام حیدر صاحب قلندری کے اس حسین مصباحِ نور کی کرنوں سے عوام وخواص کے قلوب کو منور فرمائے اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے آلِ پاک کے صدقہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے. آمین.

مفتی محمد جواد علی حیدری ضیائی

فاضل : معارف الاولیاء جامعہ ہجویریہ داتا دربار لاہور

خطیب مرکزی جامع مسجد قباء گلفشاں ٹاؤن شیخوپورہ روڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

راز عشق۔۔۔ ایک تاثر۔

حکمت و دانائی کے اقوال جمع کرنے کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسانیت ۔ حکیم اور دانا لوگ معاشروں کو نعمت کے طور پر عطا کیے جاتے ہیں۔ لیکن اگر قوم قدر نہ کرے تو یہ نعمت قوم سے چھن بھی سکتی ہے۔ اگر ہم حکمت پر مبنی اقوال کی بات کریں تو قرآن حکیم میں جا بجا دانائی اور حکمت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ یوں تو قریب 20 مقامات پر حکمت کی اہمیت بیان کی گئی ہے لیکن میں صرف چند آیات کا بطور مثال ذکر کروں گا جس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ حکمت اور دانائی کی کیا اہمیت ہے۔

سورۃ البقرۃ: آیت نمبر 129

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

ترجمہ: اے ہمارے رب! اور ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیج جو اِن پر تیری آیتوں کی تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب پاکیزہ فرمادے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

سورت بقرہ۔ ایت نمبر 152

کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیۡکُمۡ وَ یُعَلِّمُکُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَکُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے تمہارے درمیان تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جو تمہیں معلوم نہیں تھا۔

سورت جمعہ آیت نمبر 2

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ

ترجمہ: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے.

یہ ان 20 آیات میں سے محض تین آیات ذکر کی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکمت کی اہمیت قرآن کے نزدیک کیا ہے۔اس طرح قرآن مجید فرقان حمید میں سورہ لقمان نازل کی گئی جس میں حکمت کے ایسے موتی پروئے گئے جن کی مثال کسی اور جگہ پر نہیں ملتی۔اگر ہم سورہ حجرات کا مطالعہ کریں تو معاشرت کے لئے رہنما اصول بیان کردیے گئے۔ان تمہیدی کلمات کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ حکمت اور حکمت پر مبنی اقوال بیان کرنا نہ صرف قرآنی طریقہ کار ہے بلکہ یہ انسانی نفسیات کے بھی قریب ہے۔اس پس منظر میں جب میں نے سید غلام حیدر شاہ قلندری کی کتاب " رازعشق "کے مختلف صفحات کا مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ یہاں پر بھی دانائی کے موتی جابجا بکھرے پڑے ہیں۔اس کتاب میں زندگی گزارنے کے رہنما اصول بھی ہیں۔اور بہترین اور مفید زندگی گزارنے کے اصول وضوابط بھی۔اس کتاب میں انفرادی کردار کی تعمیر کے لیے مختلف اقوال بیان کیے گئے جبکہ اجتماعی رویوں کو بہتر بنانے کے لئے ایک محبت بھرے انداز میں نصائح ذکر کیے گیے ہیں۔مصنف نے اپنی کتاب کے ابتدائیہ میں بیان کیا کہ "تاریخ انسانی میں ہر باشعور انسان نے وقتاًفوقتاً اپنے خیالات پیش کیے ہیں۔یہ اس کے انفرادی تجربات اور خیالات ہیں۔جنہیں حتمی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ان میں غلطی کا احتمال بھی ہو سکتا ہے" یہ حقیقت بیان کرنے کے باوجود انہوں نے بہت احسن پیرائے میں اقوال زریں بیان کیے ہیں۔اس کتاب کے مختلف صفحات پر جابہ جا حکمت بھرے اقوال موجود ہیں۔ان اقوال میں زندگی کے تجربات کا نچوڑ اور ذاتی مشاہدات بھی۔میں سمجھتا ہوں پندو نصائح کے باب میں یہ کتاب ایک بہترین اضافہ ہے

۔مجھے یقین ہے کہ قاری جب اس کتاب کے صفحات سے گزرے گا تو تجربات سے بھرے اقوال کی خوشبو اسکے مشام جاں کو معطر کردیں گے۔

اللہ کریم مصنف کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

دعاگو

پیر فاروق بہاؤالحق شاہ

بانی سربراہ

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

ادارہ ریسرچ اینڈ ہیومن ڈویلپمنٹ پاکستان۔

دربار عالیہ بھیرہ شریف ضلع سرگودھا۔

وجدان کی تیسری آنکھ

خالق کون و مکاں جو احد ہے لم یلد ولم یولد کا مصداق ہے، لاشریک فرماتے ہیں میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے سوچا کوئی مجھے بھی پہچانے، میں نے آدم کو خلق کیا.

اس کی شناخت کے لئے تیسری آنکھ کا وا ہونا ضروری ہے، ورنہ باطن کے اسرار مخفی ہی رہتے ہیں، اسرارِ وحدت سے شناسائی پیدا کرنے کے لیے وجدان کی تیسری آنکھ کا ہونا اتنا ہی لازم ہے جتنا ظاہری طور پر وجود خاکی کی حیات کے لئے روح.

اس شعبہ حیات یعنی رازِ عشق کو آشکار کرنے کے لئیے انتھک محنت درکار ہے اور یہ ہر ذی شعور کی دسترس میں کہاں۔ چیدہ اور چنیدہ اشخاص ہیں جو روحانیت شناسی کے عمل سے گزر کر کندن ہوئے ہیں۔ رازِ عشق معرفتِ الٰہی اور صفاتِ الٰہی سے شناسائی کا سبب ٹھہرے ہیں.

میں اس کتاب اور صاحبِ کتاب کی کامیابی و کامرانی کے لیے دعا گو ہوں.

احقر

ڈاکٹر جاوید آغا

جھاوریاں۔

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب "رازِ عشق" عصر حاضر کے عظیم صوفی بزرگ حضور سید غلام حیدر شاہ کاظمی صاحب نے تصنیف فرمائی ہے۔ آپ زندہ دل، ہنس مکھ، مخلص، شیریں طبع، خوش گفتار شخصیت کے مالک ہیں، پاکیزگی فکر، حسنِ کلام ان کی ذات کے تیرش اوصاف ہے، سادگی سلاست اور روانی اُن کے روشن باطن کا ظاہر جمال ہے۔ اس سے ملنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان کے افکار بصیرت کے پروں پر سوار شعلوں کی طرح ہیں جن کا زادِ راہ صرف ایک مسکراہٹ ہے۔

کتاب "رازِ عشق" پڑھنے سے اس کی معنیٰ کا احاطہ نہیں ہو سکتا مجھے ان کی تحریریں پڑھ کر ہمیشہ یہ احساس ہوتا ہے کہ وہ روحانی معنیٰ اور وجدانی معاملات کو اپنی زندگی کا قیمتی اور لائقِ توجہ جزو سمجھتے ہیں۔ رازِ عشق کو اگر ان کی عام تخلیقی سرگرمیوں کے تناظر میں دیکھا جائے تو ان کی روحانی شخصیت اور ادبی صورت کا جامع منظر نامہ سامنے آجاتا ہے.

رازِ عشق پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ قبلہ شاہ صاحب کی زندگی میں جو بار بار انوکھے اور اچھوتے واقعات پیش آتے ہیں جن کی وجہ سے آپکی ساتویں حس بیدار کردی ہے۔

میں اس کتاب کا مطالعہ بار بار کرنا چاہوں گا کیونکہ کچھ مقامات میرے اپنے ذہن میں ابھی بہت واضح نہیں ہیں. دوسری یا تیسری قرآت میں مزید گھتیاں سلجھ جائیں۔

میں حضور قبلہ شاہ صاحب کو اسی شاندار اور فکری امکانات سے بھرپور اور ثروت مند کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں.

دعا گو

محمد قمر الزمان

پنجاب

مصنف کی طرف سے دو الفاظ

تاریخ انسانی میں ہر باشعور انسان نے وقتاً فوقتاً اپنے خیال پیش کیے ہیں، یہ اس کے انفرادی تجربات اور خیالات ہیں اور یہ حتمی نہیں ہوسکتے۔ اس کو صحیح یا غلط کہنا ہر ایک فرد کا حق ہے۔ فقط الہامی کُتب ہیں جو "حی" اور "قیوم" کا کلام ہیں، جو اللہ کے نبیوں اور پیغمبروں پر وحی کی صورت میں نازل ہوئے ہیں۔ باقی سب خیالات اور عاشقانہ گفتگو ہیں جن میں سے ہر کا اپنا پس منظر ہوتا ہے۔ مخلوقِ خدا کے راز وَ نیاز کی باتیں کبھی چھپتی اور کبھی رازِ عشق کی صورت میں لکھی جاتی ہیں۔ بس یہ بھی ایسی باتیں ہیں جو میرے پیارے بچے شیر خان پنہور نے جمع کی ہیں اور سائیں الطاف ملکانی کی نگرانی میں قابلِ اشاعت ہوئی ہیں۔

سید غلام حیدر شاہ قلندری

دوستو! درود پاک ایک ایسی دستاویز ہے جو نفاق سے پاک ہے، جس میں حسد کے شر سے تحفظ ہے، رزق کی فراوانی ہے، پریشانیوں سے نجات ہے، بخشش کی گارنٹی ہے، قربتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، دل کی نرمی اور رحم اور ترس کا پیدا ہونا ہے، عزت میں اضافے کا سبب ہے اور صحبتِ اولیاء کرام سے جڑنے کا ذریعہ ہے۔ بس کثرتِ سے درود پاک پڑھ کہ اس دستاویز پر دستخط کریں.

***

میرے نوجوان دوستو! زندگی سے سمجھوتا کرنا سیکھو، درگذر، صبر اور برداشت کا مادہ پیدا کرلو، ہر ایک سے سیکھو، کسی بھی انسان کو کمتر مت سمجھو، ہر ایک کے اندر ایک راز چھپا ہوا ہے اسکی تلاش کرو۔ وہ راز ہی تو اصل زندگی ہے، جس کو اگر ایک دانہ بھی مل جائے تو اسکی مٹی کو لوگ سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ راز ہے جن کو نہ کوئی چور چرا سکتا ہے، نہ پانی بہا سکتا ہے، نہ ہی طوفان ہلا سکتا ہے. دوستو، فکر کرو، زندگی میں کسی نے کچھ پالیا اور کسی نے کھودیا۔ یہ فقط ایک موقعہ دیتی ہے پھر ڈھیروں من مٹی میں پھینک دیتی ہے۔ دوبارہ موقعہ میسر نہیں آتا۔ یہ عشق کا راستہ ہے، فنا سے بقا کو ڈھوڈنا ہے، آسان نہیں تو مشکل بھی نہیں.

***

ہمارا راستہ صوفیانہ ہے، اگر کسی نے ہمیں تعریفی لفظوں سے یاد کیا تو ہمارا ضمیر ملامت کریگا کیونکہ یہ خوبیاں ہمارے پاس نہیں۔ اگر کسی نے ہمارے لیے برے الفاظ استعمال کیے تو یہ ہمارے نفس کو سبق سکھانے کے لیے ہیں اور اس طرح ہمارے لیے دونوں صورتیں فائدہ مند ہیں.

***

ہمارا رویہ دوسروں سے حسد والا ہے، ہمارے نفس کی سازشیں ہمارے خلاف ہیں، نفس ہمیں یہ محسوس کرواتا ہے کہ میں سب سے اچھا ہوں، باقی لوگ مجھ سے کمتر ہیں۔ یہاں سے ہی ہماری ناکامی کا آغاز ہوتا ہے، اب ہمیں سوچنا چاہیئے ہم کس طرح اپنے آپکو اچھا سمجھ کر بھٹک گئے ہیں.

***

ہم بڑے شوقین بن جاتے ہیں۔ مجازی عشق میں آکر کتابوں کی پڑھی پڑھائی بڑی بڑی باتیں بول جاتے ہیں۔ جب ہمارا واسطہ درد وَ غم سے پڑتا ہے تو پھر نفس کی دُم پہ جب کسی کا پاؤں آتا ہے تو فوراً ہم نیکوکار بن جاتے ہیں، کام نکل آئے تو پھر سے میدان میں کود پڑتے ہیں، پھر ایسا پھنستے ہیں کہ یا تو سدھر جاتے ہیں یا نفس ہمیں ہمیشہ کے لئے نگل جاتا ہے۔ ایسی حالت میں وہاں سے نکلنا کوئی معجزہ ہی ہو سکتا ہے.

***

کتّے کو اپنا بنانے کے لیے کبھی پھندا اور کبھی ہڈی کا استعمال کیا جاتا ہے۔

***

جب شکار اور شکاری دونوں ہی آرام کرنے لگیں تو کھانے والوں کا کیا ہو گا؟

***

لوہار قسمت سے صراف بن سکتا ہے، مگر صراف کو لوہار بننے سے خود کو بچانا ہو گا۔

***

سانپوں کا زہر سانپوں سے ہی نکالا جاتا ہے، مگر ماہر معالج اسکو شفاءِ مرض کے لیے فائدہ مند بناتے ہیں۔

***

بندر کا کرتب مداری کے بغیر کسی کام کا نہیں۔

***

اگر کچھ مختلف خیالات کے ذہن ایک جگہ آپ کے خلاف جمع ہو جاتے ہیں تو یقین کریں آپکا موقف وزنی ہو تا ہے۔

***

وزن اٹھانے کی اُجرت تو مل سکتی ہے مگر وزن سے حصہ ہر گز نہیں مل سکتا۔

***

وفا میں وفا ہے اور جفا میں جدائی ہے، نفرت میں تنگی ہے، حسد میں تکبر ہے اور وفا کے علاوہ سب کی استاد منافقت ہے۔

***

شیر کو شیر نہیں کہا جائے گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، مگر کتُے کو کُتا کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

***

عظیم انسانوں کو محلات اور عالیشان عمارتوں میں نہیں چوراہوں اور فٹ پاتھوں پر ڈھونڈیں۔ وہاں عقل مند لوگ عظمتیں تقسیم کرتے ملیں گے۔

***

جھونپڑیوں میں بھی جوان مرد چھپ نہیں سکتے، وہاں سے بھی ان کے کردار کی خوشبو بازاروں اور محلات تک پہنچا کرتی ہے۔

***

کرائے کے گھر پر ملکیت کا دعوی کیسا؟ بس تھوڑا سا آرام ملے یہ ہی بہتر ہے۔

***

جوانوں کے سامنے بات بھی بہادری کی کیجائے گی، ضعیف ذہن کیا سمجھیں گے باتیں جوانوں کی۔

* * *

خاموشی سے ختم ہوتا ہے اظہار احمقانہ، چپ ہی مارتی ہے جذباتِ دنیا کو۔

* * *

کچھ نہ کچھ کرتے رہو، کام کاج والے کہلاؤ گے، فارغ زندگی کا کوئی فائدہ نہیں۔

* * *

تفسیرِ عشق کی خبر عشق والوں کے علم میں ہوتی ہے۔

* * *

رونے والا اگر آگے چلنے کی کرے تو ایک دن ہنسنے لگے گا۔
مقصد یہ کہ رونے پر رک نہ جائے، چلنا سیکھ گیا تو چلتا رہے گا اور ایک دن اپنی کامیابی پر ہنسے گا۔

* * *

واحیات، بے کا، فضول، سب باتیں منسوب تو عشق والوں سے ہیں لیکن اُن کی ڈکشنری میں گنجائش بڑی ہے۔

* * *

جب خون آٹے اور خوراک کی جگہ لے گا تو سمجھیں دنیا کا اختتام ہے۔
خون سے مطلب رشتے۔ رشتوں سے زیادہ اپنا پیٹ اور مفاد عزیز ہونگے۔

* * *

آگ جلانا تو آسان کام ہے، لیکن بجھانے کے لیے اپنے ہاتھ اور جسم کا پسینہ چاہیئے.

* * *

دوستو! زندگی کو ریگستان نہ بنائیں۔ بلکہ ایسا سرسبز اور زرخیز بنائیں جس کو دیکھنے سے دوسروں کی آنکھوں کو بھی سکون اور قرار ملے۔ بدکاریوں کے زہر کو درودوں کے آبِ زم زم سے ایسے دھوئیں کہ چہرے چمکدار ہوں اور دوسرے انسانوں کو اچھے لگیں۔

* * *

جب دیکھیں کہ برسی کوئی اور منائے، اور سالگرہ کا کیک آپکو کو لینا پڑے تو سمجھ لیں کہگڑبڑ ہے.

***

کانٹوں کو پیروں تلے روندنے والوں کے چہروں پر پھولوں کی پتیاں اچھی لگتی ہیں، اسی طرح رونے کے بعد ہنسنا خوبصورت لگتا ہے.

***

جو رونا نہیں جانتے وہ ہنسنے کا شوق چھوڑ دیں۔

***

اگر خواہشوں کی طلب کرتے ہو تو پھر جس سے طلب کرتے ہو اسی کی طلب میں رہو۔

***

لوڈ کے اوپر لوڈ، تصویریں سب اپلوڈ، مگر پسند کونسی ہے؟

***

تعلیم لگاتی ہے چکر کرسی کے، تربیت سکھاتی ہے بیٹھنا کرسی پے۔

***

اے واعظ! تم ہی کوئی پتا دو وصالِ یار کا۔

***

کوئی چھوٹا، چھوٹا نہیں ہوتا، اگر چھوٹا نہ ہو تو بڑا، بڑا کیسے بنے گا۔

***

ہزاروں باتوں میں سے کوئی ایک بات ڈھونڈ لو جو تمہارے کام کی بن جائے۔

***

کوئی انسان تب انسان بنتا ہے جب کوئی انسان اس کو پہچانے۔

***

منافق کو منافقت ہی ظاہر کرتی ہے۔

***

ناکامی کے پیچھے ناکام سوچ ہوتی ہے۔

***

زندگی میں دکھ سکھ کا آنا جانا ضروری ہے۔

***

کوئی کسی کو سمجھ نہیں سکتا لیکن، جو جس کو سمجھے اسی نے اس کو حاصل کیا۔

* * *

جس کو تم جتنا زیادہ مصروف سمجھتے ہو وہ اتنا ہی زیادہ اکیلا ہے، اور جس کو تم اکیلا سمجھتے ہو وہ اتنا ہی زیادہ مصروف ہے۔

* * *

ایک طرف دولت دوسری طرف فقیری، بیچ میں مخلوقِ خدا، پھر بھی فقیری کا پلڑا بھاری ہے۔

* * *

زندگی کا مزا زندہ لوگوں کی صحبت میں ہے، جو بظاہر نہیں مگر حقیقت میں زندہ ہیں، چاہے کسی بھی حال میں کیوں نہ ہوں۔

* * *

اگر کسی بڑے آدمی کو بڑی گاڑی اور فون سے دور کیا جائے تو اس کی قیمت ٹکے کی ہو جائے گی۔

* * *

کسی کا امیر یزید ہے، کسی کا مالک حسین علیہ السلام ہے، فقط فرق ذہنیت کا ہے۔

* * *

کچھ کرنا آسان ہے مگر نبھانے کے لیے زندگی چاہیئے۔

* * *

دسترخوان پر ہڈیاں بتاتی ہیں کہ ان کے اوپر گوشت تھا جو اتر گیا، پھر اپنا تندرست جسم نظر آتا ہے۔ پھر قبر میں جسم کے ٹکڑے ہونے کا بھی پتا ہے۔ کتنا راز سمایا ہوا ہے کہ جو جسم گوشت جمع کر رہا ہے وہ ہی جسم گوشت کو جدا بھی کرے گا۔

* * *

بچیوں کے آنسوؤں کو روکو سماج والو! دوسرے گناہ شاید تم معاف کروالو، مگر یہ اچھوں کے ساتھ بروں کو بھی جلا دینگے۔

* * *

کالی رات میں شغل کرنے والو، ایک اور کالی رات انتظار میں ہے، آج آگ اچھی لگتی ہے کل اس سے پناہ مانگو گے، جن کے پھٹے ہوئے لباس ہیں ان کو ڈھانپنے والا بھی باخبر ہے، سونے والے سو گئے، جاگنے والا نگہبان ہے۔

* * *

جدید دور کی جدت نے ہماری نئی نسل کو کتابوں کے لطف سے محروم کر دیا۔

* * *

جو سمجھ کے بھی نہ سمجھے اس کو فقیری گرامر میں حاسد بولا جاتا ہے۔

* * *

تعریف اور خوشامد میں فرق ہے۔ محبت والے تعریف کرینگے سب کے سامنے، خوشامدی فقط آپکے سامنے تعریف کرے گا۔

* * *

نفرت، حسد، بغض کو اگر جمع کیا جائے گا تو جواب آئے گا منافقت۔

* * *

جس نے بھی اس حقیقی بادشاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا وہ خود بھی بادشاہ بن گیا روحانی طور پر۔

* * *

جتنا مخلوقِ خدا کا خوف کرتے ہو اگر اتنا اللہ کا کرتے تو اولیا کرام میں آپکا نام شامل ہو جاتا۔

* * *

جو چیز بازار میں فروخت نہیں ہوتی اسی کو تلاش کریں تو بہتر ہے۔

* * *

کہیں خوشیاں بھی خوار، کہیں ہار میں بھی حوصلے، کہیں جیت میں ریت، کہیں ریت میں بھی ہار اور حسد۔

* * *

جہاں جنازے بھی مفادوں سے پڑھے جائیں، وہاں وفائیں ڈھونڈنا داناؤں کا کام نہیں ہے۔

* * *

مسخروں نے مسخریاں کر کے خوامخواہ خراب کیا کرداروں کو، گرنے والے گرتے رہے، نہ رک سکے لگاموں اور رکاوٹوں سے۔

* * *

جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے پرندوں اور جانوروں کی زبان سمجھنے کا فن دیا ہو وہ اگر انسان کی زبان نہ سمجھ پائے تو اس کو انسان کیسے مانا جائے.

* * *

جس انسان نے اپنے آپ کو انسان کی حیثیت میں پہچان لیا اس نے اللہ کو حاصل کر لیا۔

* * *

رعب اور اکڑ ہوا میں اڑ جاتی ہیں جب الفاظ کپاس (روئی) کی طرح اِدھر اُدھر بکھر جاتے ہیں۔

* * *

سختی کے بغیر سخی نہیں بنو گے، فکر کرو گے تب فرضی بنو گے، لالچ سیکھو گے تب لالچی بنو گے، غصہ ظاہر کرو گے تب قرضی بنو گے، محبتیں مانگو گے مریض بنو گے، گرم کو ٹھنڈا کر کے کھاؤ گے شاکرین میں شامل جاؤ گے۔

* * *

انسان انصاف سے جتنا دور ہوتا جائے گا، اتنا ہی معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا جائے گا۔

* * *

رزق رازق کے ذمہ ہے۔ کسی بندے کو طاقت نہیں جو روک سکے، لیکن کم زیادہ ہونا فطری عمل ہے۔

* * *

انتقام بھلاؤ گے انعام پاؤ گے، تنقید چھوڑو گے تو تعریف پاؤ گے۔

* * *

گندگی، گندگی والے کیڑے کھائیں گے، نور کو نورانی چیزیں گلے لگائیں گی۔

* * *

تعارف اسکو کرایا جاتا ہے جو جاننا چاہے۔ بہروں سے کون سی باتیں کی جائیں، اندھوں سے کونسے نور کی وضاحتیں کی جائیں۔

* * *

راز، رازدانوں کی امانت ہے، بنا لالچ کے بانٹنے والے وقت کے قلندر ہو سکتے ہیں، باقی ساری باقیات دنیا کی گندگی کے متلاشی ہیں۔

* * *

چراغ سورج کو روشن نہیں کرتا، مگر سورج ہزاروں چراغوں کو روشنی دیتا ہے، پھر بھی چراغ کو کم نہیں سمجھا جا سکتا، اندھیرے کا دشمن ہے، ایسا ایک چراغ آپ بھی بن سکتے ہو اس کالے معاشرے میں۔

* * *

جو کالی رات کو دن میں تبدیل کر سکتا ہے، عزت ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اے انسان! خوامخواہ پریشان نہ ہو، وہ ہی رازق اور رحیم ہے، تھوڑے کو زیادہ کر دے گا، بے فکر ہو جاؤ۔

***

اُلو ہمیشہ اُلو ہی رہے گا، بھلے چپکا رہے تخت سے۔ سونا، سونا ہی کہلائے گا بھلے لپٹا پڑا ہو مٹی میں۔ لوہا، لوہا ہی کہلائے گا بھلے سجایا جائے محلات میں، امیر تب مانا جائے گا جب امانتداری کرے گا۔ فقیر، فقیر تب کہلائے گا جب فکر کرے فقر کی۔

***

واہ واہ اے انسان کہاں آکے تمہیں لالچ نے ڈبویا ہے، جس دنیا کو تم نے ہمیشہ رہنے کی جگہ سمجھا، مال اکٹھے کیے وہ تمہیں آنکھ جھپکنے کی بھی مہلت نہیں دے گی۔ کس لیے اتنی بڑی راہیں بنائیں ہیں؟ نخرے اور نقل چھوڑو انسان بنو انسان۔

***

کسی مقصد سے وابسطہ ہو کر بھی تعلقات اور دوستیوں میں محدود بن کے رہو گے تو مقصد کو حاصل نہیں کر سکو گے۔

***

جس انسان نے اپنے تخلیق کار کے بارے میں جان لیا بس وہی کامیاب ہوا۔

***

طبیعت نفس کے پیچھے ہے، جب نفس سنورے گا تو طبیعت میں فرق آتا جائے گا۔ ظلمت کا راستہ لے یا نور کا کنارہ تلاش کر لے۔ بس نصیب اور فضل کے کام ہیں۔ نصیب بنانے کے لیے دُرود کی کثرت لازمی ہے۔

***

چن ہر قطارا (شاہ صاحب).

مطلب کہ اگر قطار میں رہو گے،(کونسی قطار؟ کثرتِ درود پاک والی قطار، حسنِ اخلاق والی قطار، صبر اور عاجزی والی قطار، صحبتِ اولیا کرام والی قطار) تو منزل تک پہنچ جاؤ گے، اگر الگ ہو گئے تو اکیلے اور تنہا ہو کر خونخوار جانوروں یعنی نفس اور شیطان کے ہاتھوں شکار ہو کر لاوارث بن جاؤ گے۔

***

چیخنا اور چلانا ہی شکایت ہے، وفاؤں کے سفر میں چیختے چلاتے نہیں ہیں اور جفائیں ہضم کرنی ہوتی ہیں مگر ناپسندیدہ الفاظ نہیں بولے جاتے۔

***

خلل ڈالو گے خلق میں تو خوار ہو گے، نرمی کرو گے تو شہرت پاؤ گے۔

* * *

توبہ کا مقصد پچھتاوا ہے، اگر وہی کلہاڑی اور لکڑی کاٹنے کا عمل جاری رہا، تو پھر سمجھو یہ توبہ نہیں محض رسم ورواج ہوا.

* * *

ایک مقصد اور فلسفے کی مرضی ہے، ایک آپکی ذاتیات کی مرضی ہے، جو زندگی کے فلسفے پر چلا وہ کامیاب ہو گیا، جو ذاتیات کی پالیسی پر رہا وہ نفس کی قید و بند اور انائیت کے چکر میں پھنس گیا.

* * *

دیکھ کر اندھا ہو کر جانچنا، سن کر بہرا ہو کر جانچنا، بول کر گونگا بن کر پھر جانچنا، پڑھ کر سمجھ کر پھر جانچنا، ایسی حرکتیں کرنے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے.

* * *

روزے نماز سب فرائضِ ہیں اسلام کے۔ یہ اچھے کاموں کی ابتدا ہے، لیکن تکبر اور غرور کہ میں نیک ہوں اور دوسرا یہ کام نہیں کرتا، ایک دیمک کی طرح ہیں جو ان سب نیک کاموں کو کھا جاتی ہیں۔ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کیا پتا وہ راتوں کو جاگتا ہو، اور کسی کا حق نہ کھاتا ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، ذخیرہ اندوزی سے بھاگتا ہو، بدکاری سے اپنے اپ کو روکتا ہو، یہ سب ایسے عمل ہیں جو اللہ کے ڈر سے ہی ممکن ہیں، اور تکبر، اپنے آپ کو اچھا سمجھنا، یہ شیطان کی صفتیں ہیں۔ بس اس کے لیئے دُرود پاک پڑھنے اور پڑھانے کا کام کروانا انسان کو انسان سمجھنے کی کوشش ہے، کیونکہ اس سے قلب نرم ہو جائے گا، نماز معراجِ المومنین ہے۔

* * *

دنیا کی فکر (یعنی دوسروں کو تنقیدی نظر سے دیکھنا) چھوڑ کر اگر اپنی فکر کرنا شروع کرو گے تو اپنی اصلاح ہو جائے گی.

* * *

ایک اچھے اور مستند استاد کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے طالبِ علم کو ماضی سے دستبردار کرواتا ہے، پھر اس کو حال میں لا کر مستقبل کو سنوارنے کا موقع فراہم کرتا ہے.

* * *

قیمت والے لوگوں کی بڑی قیمتیں ہوا کرتی ہیں، محبت اور خلوص کی مارکیٹ میں وہ بغیر قیمت کے دستیاب ہوتے ہیں، لیکن خریدار کم نکلتے ہیں ان نایاب ہستیوں کو خریدنے کے لئے.

* * *

اعتبار اور اعتماد شناخت ہیں اچھے دوستوں کی اور عزت دے کر پہچان کرتے ہیں منافق اور وفادار کی،شرافت شیوہ ہے بڑے دل والوں کااور دولت کمزوری ہے چھوٹے دل والوں کی۔

* * *

ہم قلندری طریقے والے اخلاق کے پیکر ہونے چاہیئں۔ خاص طور پر ہمارے بڑے۔ ہماراکام ہاتھ چومنا ہے، ہاتھ دینے سے انکار نہیں کرنا۔ آپ کے ہر عمل کو دیکھا جارہا ہے۔ چھانٹی کا عمل جاری ہے۔ خودی اور انائیت سے بچنا ہے، اس کا وجود قلندر کی تعلیم میں نہیں۔ معصوم بچوں کو بے آسرا مت کہو۔ کل یہ بڑے ہو کر آپکے بچوں کو یتیم بولیں گے۔

* * *

میٹھے کے ساتھ نمکین لازمی ہے۔ چٹپٹی چیز کے بغیر زبان کو چسکا کیسے ملے گا۔

* * *

فقیر کی جھونپڑی میں خیر ہی خیر ہوتی ہے اور گودڑی میں شکر اور صبر کی غذا۔ اگر کسی محل سے نکل کر فقیر کی جھونپڑی کا رخ کریں گے تو شر چھوڑ کر خیر کے خریدار بن جائیں گے۔ فقیر اس خیر سے شر کو دور کردے گا اللہ سائیں کے فضل وکرم سے۔

* * *

دنیا میں ہی آخرت کو ڈھونڈا جائے گا۔ آخرت میں پھر دلبر کو ڈھونڈا جائے گا۔

* * *

وہ بستر کیسا جس پر نیند نہ آئے۔ وہ کھانا کیسا جس کو ہضم کرنے کے لیے دوائی کھانی پڑے۔ وہ حسن کیسا جس کو نکھارنے کے لیے میک اپ کی ضرورت پڑے۔

* * *

وہ مالدار کیسا جس کا دستر خوان کمزور اور لاچار لوگوں کے لیے ویران ہو۔ وہ امیر کیسا جس کا شوق انسانوں کو شکار کرنا ہو۔

* * *

ہاتھ سارے ہاتھ ہیں، جو تسلی دے اس کو چوما جاتا ہے۔ جو خیانت اور چوری کرتا ہے اس کو شریعتاً کاٹا جاتا ہے۔

* * *

غلطیاں، غلطیاں ہوتی ہیں جو انسان اپنی مست جوانی میں اکثر کر بیٹھتا ہے، پھر وقت آنے پر خود تو بھگت کر ہی جان چھڑاتا ہے، مگر دوسروں کو درس دے جاتا ہے۔

***

تمنائیں اگر ساری منزل پر پہنچ بھی جائیں پھر بھی ان کے پیچھے نئ تمنائیں جنم لیتی ہیں، ہمشہ کے لیے خواہشیں ختم نہیں ہوتیں مگر موقعہ دیکھ کر بیچارے انسان کو انسانیت سے باہر دھکیل دیتی ہیں۔

***

دیوانوں میں بڑی دانائی کے راز چھپے ہوئے ملیں گے، مگر دیوانے جو دنیا کے نہیں بلکہ کسی دلبر کی دلبری کے ستائے ہوئے ہوں، ایسے چاہت والے پاگل کہیں مل گئے تو عقل اور علم کھو بیٹھو گے۔

***

دنیا ایک طوائف کی طرح ہے دوست، اس کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی نہیں سمجھنا، وفا کی جگہ پہ ذلت کے سوا کچھ نہیں ملے گا، نکاح کسی صاحبِ بصیرت سے پڑھاؤ تو انجام اچھا ہو گا۔

***

تیری جائیداد تیرا عمل اور کردار ہے، اگر تو نے اپنے مالک سے وفا کی تو اس کے غلام بھی تیرے ساتھ وفا کرنے کے پابند ہو جائیں گے.

***

لیڈر اور سرپرست اس کو کہا جا سکتا ہے جو اپنے ہم سفروں کی مشکلات اور تھکاوٹوں سے باخبر اور واقف ہو۔

***

دنیا کی طلب ایک ایسا برتن ہے جو دونوں اطراف سے کھلا ہوا ہے، اسکو جتنا بھی بھرنے کی کوشش کرو گے اُتنا ہی خالی پاؤ گے۔

***

ظاہری پن ایک ایسا ننگا پن ہے جس کو صوفی بغیر رازدان کے سامنے بیان کرتا ہے۔

***

خوف والا جھوٹ اس سچ سے بہتر ہے جس کے پیچھے بھی جھوٹ ہو۔

***

اگر جوانی میں روح کو بیدار کرلیا جائے، تو بُڑھاپے میں جب سب اعضاء سوئیں گے اور دل جاگے گا تو روح کو سکون ملے گا۔

* * *

جو تعریف پر خوشی ہو اور تنقید پر رنج ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ لفظوں اور اعمال میں فرق ہے۔ ابھی مومن اور منافق کے بیچ کا راستہ طے کرنا پڑے گا۔

* * *

عشق چاہے کسی بھی قسم کا ہو جائے وہ اچھی صورت کا ہو یا شہرت کا جائیداد بنانے کا ہو یا اچھی سواری کا یا وہ اقتدار کا ہو وہ آرام سے سونے نہیں دیتا۔ حقیقی عشق کچھ مختلف چیز ہوا کرتا ہے، اس کے عاشق کی بیداری کی وجہ سے سارا معاشرہ بیدار ہو جاتا ہے، کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، بلکہ نفع اور فوائد ملتے ہیں۔ دوسرے عشق والوں کے عشق کی وجہ سے معاشرے کی حق تلفی ہوتی ہے اور آرام چین چھن جاتا ہے، خود عاشق بھی بیمارِ دنیا ہو کر ڈپریشن کا مریض بن کر دوسروں کو یہ بیماری تحفے میں دیتا ہے۔

* * *

کبھی جدائی کے آنسو کبھی ملنے کی خوشی، یہی محبت کا دستور ہے، ان دونوں کے بیچ میں رہنا ایک محبت کرنے والے کا فرض ہے۔

* * *

دیکھنا اور چپٹ جانا آغازِ عشق ہے، لیکن رسائی نہ ہونا، سامنے ہوتے ہوئے بھی دوری، یہ ایک عاشق کی آزمائش میں شمار ہوتا ہے۔

* * *

انسانوں میں دو قسم کے اشخاص پائے جاتے ہیں، ایک انسان دوست اور دوسرے انسان دشمن۔ جو اپنے ذاتی مفادات کے زیرِ اثر ہو، وہ یقیناً انسان دشمن حرکتیں کریں گے اور جو انسان دوست ہو گا وہ فرشتہ صفت کہلائے گا کیونکہ وہ انسانی نیک خواہشات پر توجہ دے گا۔

* * *

روزمرہ زندگی کے موڑ پر آپ کو ایسے حضرات ملیں گے جو آپ کو طیش دلانے کی کوشش کریں گے، ایسی باتوں سے اگر آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو سمجھ لینا آپ ناکام اور ناکارہ شخصیت ہیں۔ اگر اطمینان قلب سے بات سننے کے بعد صبر اور بردباری دکھائی تو آپ ہمالیہ پہاڑ سے بھی زیادہ بلند، طاقتور اور کامیاب انسان بن جائیں گے۔

* * *

اگر بندہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی سانسوں کے برابر دُرود پڑھے تو بھی آپ ﷺ کا حق ادا نہ ہو۔ (کشف المحجوب)۔

* * *

اندازہ لگاؤ دوستو! درود پاک کی کثرت کیا معنٰی اور راز رکھتی ہے، بس جو سمجھ گیا وہ داتا ہجویری کہلانے لگا، جس نے درود کو دل سے لگایا وہ شہباز قلندر رحمت اللہ علیہ کے لقب سے جانا گیا، جس نے درود پاک کو پکڑا وہ سائین احمد علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ بن گیا، جس نے پڑھنے اور پڑھانے کا کام سر انجام دیا وہ قلندر محمد علی رحمت اللہ علیہ بن گیا، سستی کو چھوڑو دوستو، زندگی ختم ہونے والی چیز کا نام ہے، کچھ زندگی میں بھی دیکھ لو نظارے اس رحمت کے۔

* * *

ایک انسان میں جب انسانیت کی جگہ حیوانیت داخل ہونا شروع ہو جاتی ہے، تو سب سے پہلے وہ ذہن کو متاثر کرنے لگ جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی مقدار بڑھ کر تمام معاشرے میں پھیل کر اپنے زہریلے جراثیم منتقل کر کے مختلف صورتوں میں نمودار ہو کر انسانیت میں ظلم برپا کر دیتی ہے۔

* * *

لاعلم انسان وہ ہوتے ہیں جن کے پاس علم آنا شروع ہو جاتا ہے، پھر وہ ڈھونڈنے نکل جاتے ہیں۔ ان لاعلم انسانوں کو پتا ہی نہیں علم کیا ہوتا ہے۔

* * *

انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ کسی انسان کو انسانیت سمجھا سکے، لیکن جب انسان کے اندر انسانیت موجزن ہو جائے تو انسانیت کی آنکھوں سے بھی وہ آنسو نکل پڑتے ہیں جو ایک انسان کی خوبیاں اور خرابیاں دیکھ کر ایک انسان کی آنکھوں سے، کبھی خوشی کبھی غم سے نکل پڑتے ہیں۔

* * *

جب ہماری تربیت اور نشوونما اس بنیاد پہ ہونے لگے کہ کچھ بھی کرو دنیاوی سٹیٹس بناؤ ہمیں کوئی غم و رنج نہیں پہنچے گا، تو ہم ایسے معاشرے سے کونسی توقعات وابستہ کریں؟ جب ہم خود انسانیت والے راستے چھوڑ کر فریب، دھوکہ دہی اور شارٹ کٹ کی راہیں ڈھونڈنے لگیں گے تو ایک نہ ایک دن ہم اور ہماری نسلیں خراب نتیجے بھگتیں گی۔

* * *

جس معاشرے میں جہیز اور دنیاوی گھٹیا خواہشات کے تحت بچے اور بچیوں کی شادیاں نہ ہو پائیں، وہاں گٹروں اور نالوں پہ ہماری نسلیں بھٹکتی پھریں گی۔

* * *

دوستو غربت کی بھی قسمیں ہوتی ہیں، سب سے نچلی سطح غربت کی اخلاقی غربت ہے، جو آجکل کے امیر لوگوں میں بڑے پیمانے پر پائی جاتی ہے۔

* * *

ظلم کرنا ضمیر فروشوں کا شیوا ہے، جبکہ روشن ضمیر ترس والے اور رحم دل ہوُا کرتے ہیں.

* * *

جب شعور و شوق کی کھڑکی کُھلے گی تو عشقِ الھمام بن کر اور محبت معجزہ بن کر نازل ہونا شروع ہو جائے گی۔ دامنِ رحمت کو حاصل کرو تو فقط خاموشی اختیار کر لینا، دنیا کو راز و نیاز سے بے خبر رکھنا، فقط حال والوں کو حال بتانا، زمانے کے ستائے ہوئے مایوس لوگوں کا خیال رکھنا۔ خوشی فرحت کو ذکر میں تبدیل کرنا اور دنیاوی علوم میں گم لوگوں کو عشق کے علم سے واقفِ اسرار کرنا لیکن چھپ کر۔ کیونکہ دنیا والے بڑے حسد والے ہوتے ہیں.

* * *

راہِ وفا کے کام کبھی ختم نہیں ہوا کرتے۔ ایک کو انجام تک پہنچائیں تو دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ عجب رونقیں ہیں مناصب فرض عشق میں، جتنا عشق کا دھاگا کھینچو گے اتنا ہی چلنا پڑے گا، نہ جی بھرے گا نہ کہیں سفر عشق اختتام پذیر ہو گا۔ فقط مقام تبدیل ہوتے ہیں.

* * *

جو لوگ آتشِ عشق میں ہاتھ ڈالتے ہیں وہ ہی خرقہ ولایتِ پہنتے ہیں، جس کو کوئلہ بنانا نہ آئے وہ دوستی کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں۔

* * *

انسان، انسانوں کے ساتھ بغیر کسی مقصد کے اگر مسکراہٹ کے ساتھ مل لیا کریں تو کافی الجھنیں اور ذھنی دباؤ ختم ہو جائیں، لیکن جن کے پاس وقت ہی نہ ہو وہ مسکراہٹیں کہاں سے لائیں گے.

* * *

جس نے بند آنکھوں سے نہیں دیکھا، وہ کھلی آنکھوں سے کیا دیکھے گا، دنیا بڑی وسیع ہے، اگر عیب دیکھو گے تو نیک لوگ کہاں پاؤ گے، اگر نیک ڈھونڈو گے تو عیبوں والے کہاں ملیں گے، اے انسان! تم میں سب عیب چھپے ہوئے ہیں، تم جب خود کو دیکھنا شروع کر دو گے تو اپنے ہی عیب نظر آئیں گے اور دنیا صاف نظر آنے لگے گی، اس حال کو صوفیاء کرام ولایت کہتے ہیں.

* * *

ولایت، ولایت والے کی در کی میراث ہے، جو صاحب ولایت ہیں، جن کو دنیا والے حیدر کرار کے نام سے جانتے ہیں، جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ، "جس کا میں مولا اس کا علی مولا"، "جن کا بغض نفاق کی نشانی ہے"، ان سے محبت ایمان کی پہچان ہے، ان کی ولادت ہی ولایت کی تعریف ہے.

* * *

دوستو اگر وسیع سوچ رکھو گے تو وسیع ہو جاؤ گے، اگر محدود سوچو گے تو ہر شعبہ حیات میں، عمل میں، علم میں، عقل میں، معاشرے میں، دولت اور شہرت میں محدود بن کہ رہ جاؤ گے، حتیٰ کہ عشق کے معاملے میں بھی، اب یہ آپ کے ایمان پر ہے کہ آپکو کیا بننا ہے.

***

طریقت والے راستہ تلاش کرتے کرتے رہ جاتے ہیں، جب کہ درویش دل قدموں میں رکھ کر چھپ جاتا ہے دنیا کے راستوں سے.

***

کامل کا مطلب ہے نامکمل کو مکمل کر کے کامل بنانے والا، لیکں راز عیاں نہ کریں۔ چھپ جائیں مالک کی توحید میں، اور ان کے محبوب کی محبوبیت میں غوطہ زن ہوں اور دوسروں کو یہ عمل کرواتے رہیں.

***

تم نے کسی کو دیکھا تو کیسے دیکھا یہ تم پر منحصر ہے۔ لیکن تم کو بھی کسی نے دیکھا یہ تو اس کی عنایت ہے، تمہارا دیکھنا بھی غنیمت لیکن اس کا دیکھنا تقدیر کی تبدیلی ہے۔

***

استے کی تلاش بھی ایک اسباب ہیں، اسباب کو ڈھونڈنا بھی اسباب ہیں، جب اسباب، اسباب میں سمٹ جائیں اور جان جائیں یہ وسیلہ راہِ نجات ہیں، تو سمجھ لینا تم نے مسبب الاسباب کو ڈھونڈ لیا.

***

سب سے ملنا اور بات ہے، جس سے ملنے سے سب ملتا ہو اس سے ملنے کا طریقہ سیکھ لینا باعثِ غنیمت جان لو.

***

سنتے تو سب ہی ہیں، اور سر ہلا کر جواب بھی دیتے ہیں کہ سن لیا، لیکن اگر کوئی دل ہلا کر دیکھ لے تو پھر دل کی رونقیں بحال ہوا کرتی ہیں.

***

کوئی ملنے آتا ہے اور کوئی دیکھنے آتا ہے، کوئی سوال جواب کرنے آتا ہے کوئی پانے آتا ہے۔ بس جس نے جو چاہا وہ لیکر گیا.

***

اگر کوئی دوست اپنے دوست کے ساتھ لفظوں کی سیاست کرنا شروع کر دے تو سمجھ جائیں اسکے دل میں پیار اور محبت والی جگہ پر مفاد والا رنگ نمایاں ہو تا جا رہا ہے۔

***

حیات ہو یا موت، بغیر مقصد کے بیکار ہے۔ جب زندگی کا مقصد ہی سمجھ میں نہ آ سکے تو پھر بہتر ہے آپ انسان کی جگہ پر حیوان کہلوانا شروع کر دیں۔

***

زندگی میں روٹھنا اور منانا چلتا رہتا ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ پر جس نے بھی صبر کیا وہ جیت گیا۔

***

ہم ہیں پاگل چاہت میں۔ پاگلوں سے کیسے گلے شکوے۔ لیکن جو دانا بن کر گھومتے ہیں دنیا میں انکو پاگلوں کی سفارش ہو۔

***

دور اور نزدیک کے بیچ کا فاصلہ فکر ہی ختم کرتی ہے، لیکن فکر میں فہم کا ادارک ہونا لازم ہے، فہم کی افہام تفہیم نفس کے فسادات کو بھسم کر کے راکھ بنا کر دریا پار پھینک دیتی ہے، پھر محبت کی مچھلیاں اس راکھ کیغذا سے سکون وَفرحت حاصل کر لیتی ہیں.

***

کچھ آپ کے قریبیدوست ایسے بھی ہونگے جو آپ کی نظروں کو دھوکا دینے کی کوشش میں خود اپنی وفا سے لاجواب ہو کر جفا اور منافقت کے دامن میں پناہ لینے پہنچ جائینگے۔ پھر پلٹنے کی کوشش کرینگے لیکن وقت تو بادشاہ ہے نکل جاتا ہے۔ پھر مشکل سے ملتی ہیں وفائیں اس دور نگی دنیا میں.

***

محبت والے لوگ بھولنا نہیں سیکھتے ہیں لیکن نفرتیں جلد بھول جاتی ہیں، کیونکہ کہ اگر نفرتوں کو تھوڑی سی بھی جگہ ملے وہ ایکدم پھیل جاتی ہیں، محبتیں سمیٹنے میں زندگیاں گزارنا پڑتی ہیں.

***

یہ وقت بے صبروں کا وقت ہے، جہاں دنیا والے آپ کے احساسات سے بغض کی وجہ سے چھیڑ چھاڑ کریں گے، فقط اس لیے کہ وہ آپ کو غصہ دلوا کر خوش ہونا چاہیں گے۔ لیکن اگر آپ نے اطمینانِ قلب سے، صبر اور بردباری سے بغض والوں کے سامنے بھی اپنے آپ کو خوش محسوس کروالیا تو یقین رکھو وہ دن آپ کی فتح اور ان کی بربادی کا دن ہو گا.

***

یہ ہی فقیروں کا شیوہ ہے کہ جس نے بیداری کو پکڑا اور فرحت نفس سے چھٹکارا پایا، آزمائش وقت کو تربیت زندگی سمجھ کر نکل پڑا وہ کامیاب انسان بن کر ابھرا.

***

سارا قصور ہمارے معاشرے کے افراد کا ہے جن کی تربیت غلط طریقہ کار سے ہوئی ہے، ان کو فقط جھگڑنے، بحث کرنے اور تنقیدیں کرنے کا ہنر سکھایا گیا ہے، چاہے وہ تربیت گاہ کوئی درس گاہ، درگاہ، یا کوئی اور مقام ہو جہاں لوگوں کا آنا جانا ہوتا رہتا ہے۔ اگر ہم معاشرے کی اصلاحات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ڈھونڈنا شروع کر دیں تو کافی مسائل حل ہو جائیں.

***

صوفیاء کرام ہمیشہ اپنے آپ سے شروعات کرتے ہیں، سب سے پہلے اپنے اندر میں انقلاب برپا کرتے ہیں اور اصلاح کر کے نفس پہ کنٹرول کر لینے کے بعد پھر باہر کے انسانوں کی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود آج بھی ان کے لفظوں کی تاثیر سکون فراہم کرتی ہیں اور ایسا کرنٹ پیدا کرتی ہیں کہ لوگ ان کے پیغام کی طرف مائل ہو جاتے ہیں دنیاوی زندگی میں بھی.

***

عشق کی طلب میں جب تک تمہیں اپنا نام اور ذات یاد ہیں تب تک تم سوچنا بھی نہیں کہ تم عشق کے طالب علم ہو، ذات کو بھلانے کا نام ہی پالینا ہیں.

***

ہم اچھے لباس زیب تن کر کے عوام الناس کو اور دوستوں کو سیلفیاں دیکھاتے ہیں۔ ہم نے کبھی اپنا کردار ظاہر کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ ہم لباس اور گاڑیوں کی نمائش میں کیوں پڑ گئے ہیں؟ کیا لوگ پاگل ہیں اور جانتے نہیں ہیں کہ ہم نے کس کمائی سے یہ خریدی ہیں؟ وقت کا تقاضا ہے کہ اپنا وقت انسانیت پر رحم کرنے میں خرچ کرو۔ ان کے دکھ سکھ کو بانٹو۔ آپ بڑے خوبصورت دیکھائی دینے لگ جاؤ گے لباس چاہے کیسا بھی ہو۔

***

اگر آپ اپنی آنکھیں دنیاوی چیزوں پر جمار کھو گے تو بہک جاؤ گے۔ ان کے ظاہری حسن اور صورت پر دل فدا کر دو گے۔ ہر چیز خریدنے کی بھاگ دوڑ میں لگ جاؤ گے۔ `زندگی کا آرام اور دل کا سکون تباہ و برباد کر کے انہیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو بھی جاؤ گے تو جب دنیا کو نزدیک سے دیکھو گے تو اس کی ظاہری پیکینگ پہ حیران رہ جاؤ گے۔ پھر ضایع شدہ وقت کی قدر کرو گے تو وقت دور نکل چکا ہو گا۔ دوڑیں لگاؤ گے لیکن اعضاء ساتھ نہیں دیں گے۔ وہ بیچارے کمزور اور بوڑھے ہو گئے ہونگے۔ پھر سوائے ندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ اب بھی وقت ہے دوستو پلٹ آؤ.

***

اگر نفرتوں کے کتے کو مارا جائے تو محبتوں کے پالتوں جانور محفوظ ہو جائیں گے۔

* * *

محبت، محبت سے ہی ہوتی ہیں، بیچاری نفرت کیا جانے محبت کا راز.

* * *

جو اپنے لئے دوڑتے ہیں وہ ہمیشہ زیادہ دور دوڑ کر تھک جاتے ہیں لیکن کوئی پوچھتا تک نہیں۔ جو دوسروں کے لئے دوڑتے ہیں دنیا ان کے پیچھے دوڑتی رہتی ہے.

* * *

ذکر یاد رکھنے کا نام ہے، جس نے یاد کیا وہ یاد رکھا گیا۔ جو بھول گیا اسے بھلا دیا گیا۔ پھر واویلا کیسا؟ پھر یہ کہتے پھرنا کہ جس کو یاد کرنا تھا اس کو چھوڑ کہ فالتو چیزوں کو یاد کیا۔ وہ خود بھولی ہوئی چیزیں نکلیں۔ کسی کام کی نہیں تھیں۔ پھر دوبارہ اس ہستی کو یاد کرنے کا سوچا جہاں سے مہربانیوں کی امیدیں وابستہ ہیں. بس دوستو! سوچیں کس کو یاد کریں اور کس کو بھلائیں۔ سمجھنے کے لئے یہ فلسفہ آسان ہے.

* * *

عشق اپنے سامنے آنے والوں کو سوال جواب کی زحمت ہی نہیں دیتا۔ جسے منتخب کرتا ہے اسے نظروں اور اشاروں سے خرید لیتا ہے۔ شکار ہونے والا بیچارہ بے بسی کے عالم میں سب کچھ لٹا کر اسے پانے کی جستجو میں لگ جاتا ہے۔ پھر اس عشق کے قصے اور کہانیاں دوسروں کو سناتا رہتا ہے۔ کوئی پاگل سمجھتا ہے، کوئی درویش کہتا ہے، کوئی فقیر کہنے لگتا ہے، پر جس کو یہ ہاتھ آیا اس نے سمجھ لیا.

* * *

سچے اور جھوٹے کا فرق ان کے چہرے بتاتے ہیں۔ اسی طرح عشق اور مشک کی خوشبو بھی پھیلتی ہے.

* * *

حسن کسے کہتے ہیں؟ جو حسن کے شکار ہوئے ہو ان سے جا کر پوچھو۔ حسن کی توصیف اور تعریف ان سے کیا پوچھتے ہو جنہوں نے حسن دیکھا ہی نہیں۔ ان کو کیا پتا حسن لازوال ہوتا ہے؟ اس کی خوبصورتی عاشق کی نظروں سے کبھی بھی ختم نہیں ہوتی.

* * *

ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ دھمال یار کرتے ہو۔ ہم کیا کریں دوستو، جب قلب پہ قدم یار آتا ہے تو قلب جھوم اٹھتا ہے، پھر بیچارہ جسم کانپ کر لرزتا ہے، آپ اس کو دھمال کہتے ہو کیا؟

* * *

اگر عشق تسلیاں نہ دے تو بیچارے عاشق قبروں تک اور قبروں میں بھی روتے رہیں.

* * *

قلب ذکر میں لرزتا ہے اس طرح ایک طالب، طلب میں تڑپتا ہے.

* * *

مختلف سوچ کے لوگ صرف آپ سے اختلاف کی بنا پر آپ کے خلاف اکٹھا ہو جائیں تو یقین سے سمجھ لیں آپ سچے ہیں اور آپکو پہلے ہی مبارک ہو، آپ جیت گئے اور بے صبرے ہار گئے۔

* * *

اگر کوئی دشمنی میں اتنا آگے آجائے کہ آپکے نام کے گونجنے والے الفاظ اس کے کانوں کو اچھے نہ لگیں تو یقین سے سمجھ لیں کہ آپکے نام کو اللہ نے عزتیں دینا شروع کر دی ہیں۔

* * *

جب سماج کے کچھ عناصر آپکے اسٹائل سے حسد میں آکر وہ اسٹائل خود اپنا لیں تو آپکی جیت نے انکو بے آرام کر دیا ہے۔

* * *

وفا میں کثرت ہے، اور جفا میں دوری ہے۔ نفرت میں ستم ظریفی اور تنگ نظری ہے، حسد میں ہوس اور حرص ہیں۔ وفا کے علاوہ ان سب کا استاد منافقت ہے.

* * *

جھونپڑیوں میں بھی جوان مرد چھپ نہیں سکتے، وہاں سے بھی ان کے کردار کی مہک ایک نہ ایک دن محلات تک پہنچ ہی جاتی ہے.

* * *

انسان خود کالا اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب کالا نہ بن جائے.

* * *

اصل میں مجازی عشق کی ناکامی ہی حقیقی عشق کی تلاش ہے.

* * *

جب انسان زندگی کے لوازمات سمجھنے کے طرف مائل ہونا شروع ہو جاتا ہے تو سمجھ لو اس کا روحانیت کا شوق بیدار ہو گیا.

* * *

جب کوئی انسان زندگی کے روزمرہ کاموں کے الجھنوں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے بھٹک بھٹک کر فریب اور دھوکے کھا کر پھر اس کا دل اصلیت کے طرف مائل ہونے کی تلاش میں سرگرداں ہو تو اسے طریقت کہا جاتا ہے.

* * *

جب انسان کسی ایک نکتے پر ٹھہر جائیں اسے حقیقت کہتے ہیں.

* * *

اپنے آپ کو سمجھنا ساری کائنات کو سمجھنے کے برابر ہے، جب تک آپ خود اپنے آپ تک نہیں پہنچ پاؤ گے تو دوسروں کو کیسے جانو گے.

* * *

جب تم چاپلوسی اور تنقید میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاؤ تو سمجھ لینا تمہاری زندگی کا راستہ چوراہے پر گم ہو گیا ہے.

* * *

جب تک تمہارے اندر حسد اور نفس کی شرارت کی آگ باقی ہے، تو سمجھ لو تم انسان کے روپ میں شیطان کے پیروکار بنے ہوئے ہو.

* * *

جب تک تمہیں اپنے آپ پہ اعتبار نہیں ہے، یعنی کہ میرا کیا بنے گا؟ میں کہا جاؤں گا؟ سمجھ لو رمزِ عشق میں تم ابھی تک نابالغ ہو.

* * *

اپنے آپ کو قابلِ تعریف سمجھ لینا اور اس پہ حق جتانا پہلی غلطی ہے نیچے گرنے کی، یہاں سے زوال کی شروعات ہونا شروع ہو جاتی ہیں.

❋❋❋

شوقِ عشق میں شرارت کو شرک کہا جاتا ہے۔ محبت میں پھر ایسے شرک کو کفر کہا جاتا ہے، کفر والے کا کیا کام محبتوں کے میلے میں، یہاں تو فتنہ گیری کو فنا کرنے کے لیے آنا پڑتا ہے، جو فتنہ اپنے ساتھ لے آیا وہ دیوانوں کی دنیا کو حسرت کی آنکھ سے دیکھتا رہ جائے گا۔

❋❋❋

ناواقفوں کو تو بتائیں درد، باخبر رہنے والوں سے درد کی کیسی کہانیاں؟

❋❋❋

زبر ہونے کی باتیں چھوڑو، زیر ہو جاؤ جو زیر ہو گیا، وہ پیش ہو گیا.

❋❋❋

کوئی بھی ذہنی مریض اپنے آپ کو ذہنی مریض نہیں مانتا، اسی طرح اگر ہم اپنے آپ کو معاشرتی الجھنوں کا مریض جاننے لگیں تو کافی مسائل حل ہو جائیں.

❋❋❋

جس نے بھی سفر زندگی میں مڑ کر پیچھے دیکھنا شروع کیا وہ شکار ہو گیا، جو آگے دیکھ کر سفر کرتا رہا اس نے منزل تک رسائی حاصل کر لی.

❋❋❋

جھوٹ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک صلح اور محبت پیدا کروا دیتا ہے، دوسرا فتنہ فساد اور نفرتیں پیدا کرتا ہے.

❋❋❋

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شعوری اور دوسرا لاشعوری۔ بس شعوری سے بچو اور لاشعوری کی عادت کم کرو.

❋❋❋

کشف ایک ایسا علم ہے جو نہیں اور ہاں کے بیچ کا راز جان جاتا ہے، لیکن یہ ایک جال کی مانند ہے کہ اندر والا باہر دیکھ سکتا ہے لیکن باہر والا اندر نہیں دیکھ پاتا ہے.

❋❋❋

بھوکے بھیڑیوں اور پیٹ بھرے انسانوں سے جتنے دور رہوگے اتنے محفوظ رہوگے.

***

آپ کے پاس علم اور عقل جتنے بھی ہوں جب تک تربیت نہیں ہوگی آپ قابل ذکر انسان نہیں بن سکتے، اس لیئے کسی ماہر تربیت والے کی صحبت اختیار کرو.

***

دنیا کی نظروں میں نیک نہ بنتے پھرو، بنو تو اللہ تعالیٰ کی نظروں میں نیک بنو، دنیا مجبور ہوجائے گی آپ کو نیک تسلیم کرنے پر.

***

سماج کا اندھاپن ختم تب ہوگا، جب معاشرے میں انسانیت کی نشوؤنما ہوگی.

***

عید کی نوید مسرت دید کے بغیر کچھ نہیں، اگر دید دلبر ہو، پچھلے اگلے غموں دردوں کی کوئی فکر نہیں.

***

ہم رسم رواج کے قائل نہیں ہم نسبتِ یار کے طالب ہیں.

***

ظاہر سے ناخوش خدائی تقسیم سے ناامید لوگ ایسے الفاظ سے اپنی جلی ہوئی ذہنیت کا اظہار کرتے ہیں، جس میں سب سے پہلے اس کی اپنی ناکامی اور نامحرومی ظاہر ہوتی ہے، پھر ان کو سننے والوں کی زبان اور ہاتھوں میں حرکت آنا شروع ہوجاتی ہے، سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ ایسے لوگوں کے لیے خودکشی انتظار میں ہوتی ہے، ان کا آخری وقت ذلت آمیز اور دیکھنے کے لائق ہوتا ہے۔ کائنات کے خالق کے رازوں کو نہ پہچاننے کی وجہ سے حیرت زدہ ہوتے ہیں اور اول فول باتیں کرنا شروع کردیتے ہیں.

***

دنیا دونوں اطراف سے کھلا ہوا ایک راستہ ہے جہاں ایک ہلچل سی برپا ہے، کوئی آرہاہے کوئی جارہا، کسی نے اُسے مذاق سمجھا کسی نے اُسے سنجیدہ لیا، جس نے جو کیا وہ پایا ہے، چرخا چلتا رہا، کوئی کدھر کھو گیا اپنے لشکر سے بیچ منزل میں، کسی کو اپنوں نے چھوڑ دیا، کوئی غم یہاں چھوڑ گیا کوئی یہاں کا غم ساتھ لیکے گیا.

***

بس رٹے ہوئے ذہن کبھی بھی صاف نہیں ہوتے ہیں کیونکہ انکو کچھ خیال اور نظریے رٹائے گئے ہوتے ہیں، وہ تب صاف ہوتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو اپنے آپ سے دور کرتے ہیں۔

* * *

عشق کا وضو صبر میں ہے، اور صبر کی پہچان شر اور شرارت سے ہوتی ہے جس کو ڈھونڈنے کے لیے خاموشی ضروری ہے۔ ویسے وہ شر آپ کے ساتھ ساتھ گھومتا رہتا ہے، لیکن چوری چھپے اپنا کام کر جاتا ہے اسکو صوفیاء کرام نفس کہتے ہیں.

* * *

جسمانی اور معاشرتی گندگی سے زیادہ خطرناک ذھنی گندگی ہے۔ جو آپ کے علم اور عقل کے ساتھ ساتھ کتنے ہی ذھنوں کو گندا کرتی رہتی ہے.

* * *

کچھ ہمسفر ساتھی بھی عجیب ہوا کرتے ہیں، ہمیشہ اپنی اوقات بڑھانے کے لیے کسی اور کا نام استعمال کر لیتے ہیں اور تنقید کا وقت نکل کر سرخرو ہو جاتے ہیں.

* * *

ظاہری طور اپنے آپ کو ایک ایسا اچھا انسان ثابت کرنے کے لئے تم لاکھ بار کوشش کرتے رہو، لیکن یقین کرلو تمہارے اندر جو حسد اور جلن کی آگ جل رہی ہے وہ اس اچھے انسان کو بار بار جلا کر راکھ بنا دیتی ہے.

* * *

آنکھوں میں نیند کہاں اور کیسے آئے گی جب آنکھوں میں انتظار اور فکر ہو اور نیند والی الفت ہاتھ نہ آئے۔ ہاتھ بھی کیسے آئے جب ہم وہاں ڈھونڈ رہے ہیں جہاں کیکر سے بیر ملتے ہیں۔

* * *

جتنا تکبر سے بھاگو گے اتنا ان کو تکبر کے قریب پاؤ گے، یہ ہی تمہارے قد اور شخصیت بننے کی نشانی ہے.

* * *

جتنی شہرت کی طلب کروگے اتنا اپنے آپ کو رسوائی سے ہم کنار کروگے.

***

اگر دنیا کو دل دوگے تو دھوکا کھاؤگے، اگر دنیا کو دھوکا دوگے تو وفا پاؤگے بقا سے.

***

غلط کو غلط کہنے کے لیے غلط الفاظ یعنی (گول مٹول) الفاظ استعمال کرنا پڑتے ہیں تب جا کر غلط کو غلط کہا جا سکتا ہے.

***

جب علم عقل اور قلم اُس مخلوق کے ہاتھ چڑھے گا جس کو دل خوش کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں تو پھر انتشار نہیں پھیلے گا تو کیا کوئی محبت تقسیم ہوگی؟

***

انتھا پسندی علمی ہو یا عقلی، قلمی ہو یا دھرمی ہو، یا ذھنی ہو، معاشرے کے بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

***

جب اندر میں چھپا ہوا کالا کوا بولنے لگتا ہے تو وہ مور جیسی میٹھی باتیں نہیں کریگا، وہ فقط حسد اور انائیت پھلائے گا.

***

جب کتوں نے کتوں کو کاٹا ہم رہنا سیکھ گئے اس گلی، قصبہ، شہر میں جہاں انسان انسان کو کاٹتے ہیں۔ وہاں نیک، نیکی کی خاطر بدکاروں کو گالیاں بکتے دکھائی دیتے ہیں۔ جہاں فلسفے سننے کو ملتے ہیں کہ کس کا گلا کیسے اور کس وقت کاٹا جائے۔ ہم پجاری ہیں اس انائیت کے جس سے چھٹکارا مشکل ہے، ہم ایسے بیوپاری ہیں جو نفع ہی نفع مانگتے ہیں۔ گھاٹا فقط غریبوں کے لیے۔ ہم ایسے عبادت گذار ہیں جو کرتے اللہ اللہ ہیں لیکن دکھاتے اس کے بندوں کو ہیں۔ ترس اور رحم اس مالک سے مانگتے ہیں اور ظلم اس کے بندوں پہ کرتے ہیں۔ ہم وہ مقرر اور دانشور بنتے ہیں جن کی گفتگو اور کردار میں فرش اور عرش کا تضاد ہوتا ہے، ہم وہ رہبر ڈھونڈتے ہیں جو ہمیں اخلاق کی جگہ انتشار سکھائے، ہم ہر اس کو جاہل سمجھتے ہیں جس کا واسطہ جھوٹ اور فریب سے نہیں، ہم وہ پڑھے لکھے لوگ ہیں جو لڑتے ہیں ساری دنیا کے سامنے بچوں کی طرح ایک کھلونے یعنی دولت پر۔ ہم وہ نوجوان نسل ہیں جو سوتے اس وقت ہیں جب لوگ نکلتے ہیں روزی کے لیے۔ ہم وہ بوڑھے آدمی ہیں جو دنیا کمانے کی فیکٹری ہوا کرتے تھے اور اب ہمیں اولاد نے کباڑ میں بیچ دیا ہے۔ ہم وہ لیڈر رہیں جو دوسروں کو لڑا کر آپس میں ایک ہو جاتے ہیں۔ ہم وہ شہر زندہ بنے ہیں جو اصل میں ایک قبرستان کی مانند ہے جہاں نہ کوئی اصول اور نہ کوئی اصلاح۔ ہم وہ عبادت گاہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو داخلے کے لئے کسی دنیاوی بندے کو خدا بنانا پڑتا ہے۔ ان کی تابعداری کرنی پڑتی ہے۔ ہم وہ آباد کھیت ہیں جہاں مٹی سے اناج نکال کر اس میں مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ ہم وہ قبرستان ہیں جہاں سکون تو ہے لیکن ہم وہاں بھی وہ کام کر کے چھپاتے ہیں جیسے ہمیں کبھی وہاں آنا ہی نہیں۔ ہم وہ ریگستان ہیں جہاں کی ریت ہمارے اندر چھپی ہوئی حسد کی آگ سے پھر بھی کم گرم ہے۔ ہم وہ صاحبِ فکر لوگ جانے جاتے ہیں، جو اک دوسرے کو کاٹتے ہیں کتوں کی طرح.

***

دوستو! پریشان ہونے کے کتنے ہی اسباب ہیں، ایک تو یہ کہ انسان اپنے آپ کو بہتر اور صحیح سمجھے اور دوسرے کو غلط سمجھنے لگے، اگر وہ خود بیٹھ کر اپنے آپپر غور کرے تو سارے عیب اپنے آپ میں تلاش کرلے گا۔ مگر نفس خود پرستی کی عادت سے اپنے آپ کو اچھااور دوسروں کو بیکار سمجھتا ہے۔ جو اس کے آگے پیچھے گھومے، اس کو سائیں سائیں کہہ کر بلائے وہ اچھا، جو ایسا نہ کرے اس میں ہزاروں عیب ڈھونڈے۔ وہ اس کا دوست نہیں۔ بس دوستو یہ بڑا فتنہ ہے۔ آپ کی پریشانی کا سبب بنے گا۔ اس وبائی بیماری سے بچیں۔ جب کہ سجدے اور درود پاک کا عمل تمہارے پاس ہے تو اپنے آپ کو عاجز جانیں، سُستی چھوڑیں، وہم نہ کریں، لوگوں کے خوابوں اور خیالات کو چھوڑیں۔ نماز کی پابندی کریں اور درود پاک کی کثرت کریں تو سب پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔

* * *

آزمائشوں کی فرمائش نہیں ہوا کرتی، نہ ہی ان کی کوئی زبان ہوتی ہے۔ جب آتی ہیں تو درختوں کو بھی لرزا دیتی ہیں، لیکن وہ کامیاب اور کامران ہوتے ہیں جو دیکھ کر بھی مسکرا کر پار ہو جاتے ہیں۔

* * *

دنیا میں رہنے والے کافی حضرات یہ سوچتے بھی نہیں ہیں، نہ ہی کبھی انہیں یہ خیال آتا ہے کہ یہ دنیا جس میں ہم چل پھر رہیں ہیں یہ فنا ہے، چھوڑنے یا چھڑوانے والی یہ بے بقاعارضی زندگی ہے، پتاتب چلتا ہے جب بلاوا آتا ہے. اب وہ بڑے خوش قسمت لوگ ہیں جن کو ایک بار پھر رمضان المبارک کا مہینہ ملا ہے. بس لگ جاؤ دونوں جہاں آباد کرلو، اللہ تعالیٰ کو منالو، گناہوں سے توبہ کرلو درود پاک کی کثرت سے.

* * *

جب انسان کی تربیت، سوچ اور شعور کو نیند آنے لگے یا نیند آگئی ہو، پھر سمجھیں وہ ایک انسان تو ناکارہ ہوا ہی مگر پورے معاشرے کو گھسیٹ کر اپنے ساتھ لے جائے گا. ہمارے چاروں اطراف ایسے ہزاروں اچھے بھلے لوگ گہری نیند میں سوئے ہوئے ملیں گے. اگرچہ وہ ظاہری طور پر کھا پی رہے ہونگے اور چل پھر رہے ہونگے مگر وہ اپنے ذہنوں کو تالے لگائے چل پھر رہے ہونگے.

* * *

جتنا انسان انصاف سے دور ہوتا جائے گا، اتنا معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا جائے گا.

* * *

اختلاف کرنا ہر کسی کا حق ہے، انکار اور اعتراض بھی ہو سکتا ہے، مگر اخلاق کی لکیر پار کرنا ہمارا رواج نہیں، اور نہ ہی اس کی حدیں پار کی جائیں، ہماری تاریخ، ثقافت اور مذہبی رواداری بھی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کا دل دُکھا کر اپنے مقاصد حاصل کیئے جائیں، ایسا کرنے سے ایک تعصب جنم لے گا جو سماج اور معاشرے کے لیئے نقصان دہ ثابت ہو گا، ہمارا خطہ ہمیشہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت کرنے والا رہا ہے اور ان کی تعلیم کا قائل رہا ہے بس بھائی چارہ نہیں چھوڑنا چاہیے، کسی کی ذاتی زندگی کو بنیاد بنا کر فتنہ اور فساد برپا نہ کیا جائے، کسی کے معاملات میں خوامخواہ ٹانگ نہ اڑائی جائے.

***

جب کوئی شوق عشق کے دائرے میں داخل ہو جائے تو وہ وبال زندگی بن جاتا ہے، لیکن اگر عشق، عشق والوں سے جڑ جائے تو پھر واہ واہ ہے، کیونکہ عشق والے اپنے تجربے سے عشق کرنے کا راز سمجھائیں گے.

***

جوان بیٹے وہ ہیں، جو اپنی جوانی کو ضبط اور رابطے کے طور پر چلائیں، صبر اور بہادری کے ساتھ خواہشات نفس کی نفی کریں اور فتوحات صفا قلبی کے ذریعے روشنی کا نور پیدا کر کے عام انسانیت کے اعلیٰ اخلاق کو مرکز بنائیں، عاجزی و انکساری کی موجودگی میں کافرانہ دلوں کو فتح کر کے رہتی دنیا تک انمول بن جائیں.

***

جب تک آپ مزاح کو برداشت نہیں کر سکتے، تب تک ایک قلندری نہیں بنو گے، صبر اور برداشت کرنا سیکھو، پھر خود کو صوفی کہلواؤ، نہیں تو جا کر کسی دنیاوی بیوپاری کا نوکر بنو، اگر روحانیت چاہتے ہو تو لوگوں کا رویہ ہضم کرنا سیکھو.

***

تبلیغِ درود شریف کی تلوار بڑی حسین اور تیز ہے جو خواہشاتِ نفس کو قتل کرتی ہے.

***

زندگی کو ضایع نہ کریں، ضایع ہونے والے وقت کو واپس کریں نفع کے ساتھ.

***

اگر غلطی کو اپنی غلطی نہ سمجھا، تو زندگی کی بڑی غلطی ہو جائے گی. وقت پر وقت والوں کو نہ سمجھنا وقت والوں کی غلطی ہے، انمول لوگ چلے جائیں گے، وقت وقت ہی رہ جائے گا.

***

کسی فقیر صفت کی صحبت میں رہ کر اگر کوئی انسان فقیر صفت نہیں ہوا تو وہ ایسے ہے جیسے کہ کسی امیر کی سنگت میں اسکا دوست امیر بننے سے رہ گیا ہو، پھر سمجھیں وہ صحبت اور سنگت فقط وقت پاس کرنے کے لیے تھی.

* * *

ہم نیا سال اس محبت کے نام کرتے ہیں جس نے ہمیں جینا سکھایا اور زندگی کو پُرسکون بنایا، دنیا کی غلامی سے نکال کر غلاموں کو امیر بنانے کا فن سکھایا، یعنی کہ دنیا پہ راج کرنے والے نفس کو پابند غلام بنانے کی تربیت دی، تکبر اور غرور سے نکال کر عاجزی اور نیاز مندی سکھائی، اُن محبوبوں اور محبتوں کو سلام!

* * *

ناکامی کو ناکامی نہ سمجھیں وہ چابی ہے جستجو کی جو کامیابی دلانے میں مددگار ثابت ہو گی، صرف حوصلہ اور صبر ساتھ لیکر آگے چلیں.

* * *

جس کی زبان لمبی ہو جائے تو سمجھ لو اس پہ برا وقت آنے والا ہے، اس لیے کہ معرفت والے کم بولتے ہیں، اتنا ہی بولتے ہیں جس میں حقیقت عیاں ہو جائے اور سبق و سکون مل جائے.

* * *

دیکھ کر چلنے اور چل کر دیکھنے میں فرق ہونا چاہیے، وضاحت کرنے اور قسم کھانے میں بھی فرق ہے، ایسے ہی ایک عملی انسان اور غیر عملی شخص میں بھی فرق واضح ہے.

* * *

سردی اور چاہت، بات ایک ہی ہے، یہ سکیڑتی ہے جسم کو اور وہ جلائے سانس کو.

* * *

ضیافت میں شرافت کیسی، محبت میں قناعت کیسی، عشق میں عقل کا کونسا کام، دنیا میں مالک کو پہچاننا ہے تو انسان بن کر انسان کو تلاش کر.

* * *

اعمال کا زوال تب شروع ہوتا ہے جب ادب اور احترام میں بھی چار سو بیس والا عدد نظر آئے، اصل نقل میں چھپ جائے.

* * *

پریشان ہونے والے ہی پریشان ہوتے ہیں، اکثر جو دوسروں کو پریشان کرنے کے چکروں میں خود خوامخواہ پریشان ہوتے رہتے ہیں، مگر توکل کرنے والے تیر کر نکل جاتے ہیں، حسد والے اپنے افعال کے بوجھ میں ڈوب جاتے ہیں.

* * *

سچ اور جھوٹ کا جب ملاپ ہوتا ہے تب اچھے بھلوں کے آستانے کچھ وقت کے لیے ویران یا وسیع ہو جاتے ہیں.

* * *

ہماری تقریر اور تحریر تعمیر کی تصویر ہے، بس فقط دل سے سننے، سمجھنے اور پڑھنے کی ضرورت ہے.

* * *

جب تصدیق میں تفریق آتی ہے تو ملزم اور مجرم کے تعارف میں تشویش پیدا ہو سکتی ہے.

* * *

باتیں، باتیں ہی ہوتی ہیں۔ کچھ سچی، کچھ جھوٹی مگر مفید باتیں وہ ہوتی ہیں جو مشاہدات اور تجربات کی بھٹی میں سے نکلی ہوئی پکی اور پختہ باتیں ہوں،۔ جو دلوں میں اتر کر اثر انداز ہو جائیں۔ بے سمجھ کو سمجھ دے جائیں۔ لاچار کو رستہ، لاوارث کو روشنی اور اپنا پن، اور بھٹکے ہوئے ہوں کو سب سوالات کے جوابات مل جائیں۔ وہ باتیں کارآمد رہتی ہیں صدیوں تک.

* * *

دولت کی چمک کے سامنے ضرور دل کی پاور ٹھنڈی پڑ جاتی ہے، جب سوچتا ہے اور سمجھ آنے کے بعد، اگر اٹھ کر کھڑا ہوا تو پھر چمک دمک کی ساری تاریں توڑ کر نکل جاتا ہے.

* * *

مجاز اور حقیقی عشق میں اتنا فرق ہے کہ مجاز والے اپنے محبوب پہ ایک دوسرے سے لڑتے دیکھے جاتے ہیں اور حقیقی والے اپنے محبوب کے عشق کرنے والوں سے بے پناہ محبت کرتے جاتے ہیں وہ محبت کرنے والے زندہ ہو یا مُردہ ہوں.

* * *

چل رہے ہیں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر توجہ سے۔ اور کیا چاہیے؟ دوسروں کے ہاتھوں میں ہے بھی کیا؟ کسی سے غم اور درد کیوں بانٹا جائے؟ بانٹنے والے جانیں اور دینے والا جانے، باقی سب جھوٹ ہے اور جھوٹے قصے کہانیاں ہیں.

* * *

حرکتیں ہلاک کر دیتی ہیں، دنیا کو نقصان نہیں فائدہ دینے والے بنو، بس نہ ہونے جیسے بن جاؤ، جیسا کہ وجود ہی نہیں ہے سوائے ایک کام کے وہ ہے غلامی، بس وہ بھی قبول ہو ان کو جو غلام کو شہنشاہ بنانا جانتے ہیں.

* * *

زندگی کی محفلیں کیسے بڑھتی آباد ہوتی ہیں، مگر کسی کی کوئی کمی بھی محسوس نہ ہو، اصل میں بڑھانے آباد رکھنے والے اور ہیں۔ ان کے کامل ہاتھ ساتھ میں ہونا لازمی ہیں،۔ ہمیں وہ ہاتھ ڈھونڈنے چاہیں.

* * *

سب ٹھیک ہے مگر ایک ڈیوٹی ہے تبلیغ کی۔ اس میں ہیرا پھیری مالک برداشت نہیں کریں گے۔، عاجزی اور انکساری پسند آنے والی چیز ہے۔ بڑائی اور دانائی والے پیر ملک میں بے دام بک رہے ہیں۔ ہم غریبوں کو رحمت کی جھولی میں چھوڑا گیا ہے اس لیے کہ محبتیں، دوستیاں اور ہمدردیاں تقسیم کریں، نہ کہ نفرتیں، تعصب اور لاپرواہی کریں۔

* * *

کبھی کبھی پتہ نہیں کیوں دن میں بھی رات نظر آتی ہے، مگر پھر ایسے جوان مرد نظر آتے ہیں جن کے ہاتھوں میں شعور اور علمِ حق کے چراغ اٹھائے ہوتے ہیں۔ پھر ایک یقین پیدا ہوتا جاتا ہے کہ راتیں روشن ہو سکتی ہیں اگر روشنیاں موجود ہیں تو.

* * *

اگر کسی فرد کی زبان بولنا اور سیکھنا چاہتے ہو تو اس کا چہرہ دیکھنا شروع کر دو آپ کو دل کی داستاں سمجھ میں آجائے گی، ماضی حال اور مستقبل بس ایک انسان کی طرح اگر دیکھو گے تو سب سمجھ میں آجائے گا۔

* * *

سازشیں تب ناکام ہونا شروع ہو جاتی ہیں جب سازشیں کرنے والے لوگ خود سازشوں کی لپیٹ میں آنا شروع ہو جاتے ہیں، اس کو مکافاتِ عمل کہا جاتا ہے، دیکھتے چلے جاؤ ۔ پیچھے والوں کو چھوڑ دو انکے عمل پر۔ وہ خود بہ خود پھنستے چلے جائیں گے۔ آپ نکل جاؤ گے۔ بس کبھی بھی کسی سے حسد مت کرنا.

* * *

سیکھنے والے ہی ہمیشہ سکھانے والے کے وارث کہلاتے ہیں، بس ایک بات پر غور کر لینا کہ تم نے کیا سیکھا؟ تمہارے استاد کا تعلق اور تعارف کیا تھا؟ اس کا لہجہ اور اخلاق کیسا تھا؟

* * *

ہمیشہ زورآوروں کے زور پر ہی چوروں میں سے چور شہزور ہوتے ہیں پھر وہ چاہے خارش ہی کیوں نہ کریں، زیادہ خارش کرنے سے چمڑی میں زخم ہو جاتے ہیں۔ بس ہر قسم کی برائی کو خارش ہی سمجھیں وہ چاہے چھوٹی ہو یا بڑی.

※ ※ ※

واصلین کی صحبت چھوڑو گے وصالِ صنم کیسے پاؤ گے ؟

※ ※ ※

کثرتِ درود پاک کے سوا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کرنا ٹھنڈے لوہے پہ ضربیں لگانے کے برابر ہیں.

※ ※ ※

اگر کسی کو دستر خوانِ محبت پہ بیٹھنا نصیب ہو تو وہ اس سے تب تک نہ اٹھیں جب تک دستر خوان اٹھایا نہ جائے، کیونکہ ایسی نعمتیں روز روز مہیا نہیں ہوا کرتیں.

※ ※ ※

جب واقف کاروں سے واسطہ پڑتا ہے تو ہر چیز کی واقفیت ہو جاتی ہے۔ وہ جسمانی ہو روحانی ہو ماضی ہو حال ہو یا مستقبل ہو۔ فقط واقف کار کی تلاش میں گم ہو جاؤ۔

※ ※ ※

کوئی استاد غائب نہیں ہوتا ہیں وہ ظاہر ہوتا ہے جو غائب کے قریب تر ہو، بغیر استاد وصال حق ہونا ایسا ہی ہے کہ جیسا بند دروازوں کا کنڈا ہلانا جس کے اندر کوئی بھی موجود نہ ہو۔

※ ※ ※

مجلس اور خلوت میں فرق ہے، خلوت والے مجلس کے عادی ہوا نہیں کرتے اور مجلس والوں کو کیا پتا خلوت کیا چیز ہوتی ہیں.

※ ※ ※

بار بار اقرار کرنے سے وہ ایک بار کا انکار ہی اچھا ہے جو کتنی ہی بدکاریوں کی بلاؤں سے محفوظ رکھے گا.

※ ※ ※

پچھتاوا تمام روحانی اور معاشرتی بیماریوں کا علاج ہے.

※ ※ ※

خلوص کا جلوس تب نکلنا شروع ہو جاتا ہے جب خلوص والا ان کے ساتھ حسد کرنے لگتا ہے جن کا ساتھ وہ خود خلوص سے دیتا تھا.

※ ※ ※

عقلمند کے لیئے بڑی سے بڑی رکاوٹ عشق کا غالب ہو جانا ہے، جو اس کو سب علم اور عقل سے عاق کر جاتا ہے.

***

نیکی کے راستے میں سب سے بڑا فتنہ حسد کا ہے جو تمھیں روک لیتا ہے عاجزی اور برداشت سے.

***

زندگی میں زندہ رشتوں کا ٹوٹ جانا مر جانے سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے.

***

خاموشی جرم بھی ہے اور صبر بھی ہے لیکن وقت اور مقام کے حساب سے.

***

دوستو! اس پُر فتن زمانے میں ہمارے واسطے درود پاک کی کثرت ایسی ہے جیسے ایک چکی کے اندر کیل کا ہونا۔ بس کوششیں کریں کہ کیل ہمیشہ قائم دائم رہے۔ اس کے ارد گرد ہم بھی ان گندم کے دانوں کی طرح حفاظت سے رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

***

کیا درود پاک پڑھنے اور پڑھانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے؟ جو رحمت العالمین ہیں کیا ان کی رحمت کو درود پاک کے ذریعے حاصل کر کے تقسیم نہ کیا جائے ان میں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں؟ اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے اس دکھی دنیا میں؟

***

دنیا کے قائدے، قانون، مذہب اور دھرم کے اصول، ذات پات، معاشرے کے رنگ روپ ایک زندہ انسان اور زندگی کے لیے ضروری ہوتے ہیں کسی بھی سماج میں رہنے کے لیے۔ ایک قطار ایک لائن آپکو ہر اسکول درسگاہ اور آفیس میں لگی ملے گی، جس کے کچھ طریقے واضح طور پر رٹے ہوئے ہونگے۔ دنیا قانون اور ضابطوں کے تحت چلتی ہے۔۔ وہ دوسری بات ہے کہ طاقتور کے لیے کوئی بھی قانون نہیں ہوتا۔ قائدے قانون تو پاور فل لوگ کم طاقت رکھنے والے پر آزما کر استعمال کرتے ہیں۔ قوت طاقت ہے۔ دنیا میں ایک خدا کا قانون بے آواز اور اچانک نافذ ہو کر نروار ہو جاتا ہے مظلوم اور ظالم کے لیئے۔ باقی وقتی طور پریشانی آنا رب کا قانون ہے مگر ناامیدی نہیں ہے اس سننے اور دیکھنے میں کہ اتنی دیر کیوں ہوئی؟ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ ظالم کو ظلم نے ہی برباد کیا ہے اور مظلوم کو سرخروئی رب پاک نے بخشی ہے۔ مگر استقامت اور یکسانیت ہونا لازمی ہے جس کو صبر کہا جاتا ہے.

***

ساحلی طوفان تو ٹل جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ، اصل سونامی تو فتنوں اور فسادات کا ہے جو ہمارے نفس اور خواہشات کی وجہ سے آتا ہے۔ اس سے کس طرح نمٹا جائے؟ بس یہ سوچیں کہ وہ کچرا ہمارے گھروں اور معاشرے سے دور ہو جائے۔

***

کربلا کی ظاہری اور باطنی فتح ظاہر کر رہی ہے کہ ہارنے والا جیت گیا اور جیتنے والا ہمیشہ اپنے ہم خیالوں کے ساتھ رہتی دنیا تک ہار گیا۔ حسینیت کبھی نہ مٹنے والا سچ ہے جو سورج کی طرح چمکتی رہے گی اور یزیدیت جھوٹ فریب اور مکر ہے۔ وہ ذلیل اور خوار ہو کر رہے گی۔

***

داغ لگتے ہیں اور اپنے نشان چھوڑتے ہیں۔ پھر وہ بھلے چائے کے داغ ہوں یا عشق اور محبت کے، داغ تو پھر بھی داغ ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ دنیا کے صابن صرف داغ صاف کرتے ہیں، ایسے جیسے فیشل والے منہ کو وقتی طور صاف کر کے اپنی فیس وصول کر لیتے ہیں، مگر چیچک کے داغ کیسے اتریں؟ چیچک ایک ایسا مرض تھا جس کے داغ بیماری چھوڑنے کے بعد بھی نہیں جاتے تھے وہ تاحیات قائم رہتے تھے، لیکن منافقت چیچک سے بھی زیادہ خطرناک اور دیرپا بیماری ہے۔

***

بھولنے سے سکھ بھول جاتے ہیں لیکن وہ دکھ کہاں جان چھوڑتے ہیں جو وفاؤں کے بھیس میں جفائیں کر کے دیے گئے ہوں؟ اپنے بن کر غیروں والے جھٹکے دیں۔ دوستی کے روپ میں دھوکے اور دشمنیاں کریں۔ ہار پہناتے پہناتے سانپ اور بچھو کی طرح ڈنگ ماریں۔ گفتگو میں ظاہری مٹھاس مٹھائی اور شہد جیسی مگر پردے کے پیچھے زہر قاتل۔ ایسوں کے دیے داغ بھلا کیسے بھولیں۔ سیلفیاں سب کے سامنے اور مخالفتیں پیٹھ پیچھے پس منظر میں، ایسے خفیہ حملے دل سے کیسے نکالیں؟

***

ایک بات یعنی ایک فلسفے پر قائم رہنے والے انسان قابلِ داد ہوتے ہیں، لوگ ان کی باتیں یاد کرتے ہیں اور آنے والی نسلوں تک ان کی باتیں پہنچائی جاتی ہیں، تاریخ میں نام گونجتے ہیں، وقتی مفاد والے وقت کے ساتھ مٹ کر ختم ہو جاتے ہیں نہ کوئی داد نہ فریاد، نہ یاد نہ یادگاری، وفادار وعدے والے قائم رہتے ہیں وچن اور وعدوں پر۔ تکلیفیں تو نبیوں اور اہل بیت کرام کی سنت ہیں، دنیا ان کے کردار کو کبھی بھی مٹا نہیں سکتی ہے، جو وقتی پریشانیاں اٹھا کر برداشت کر گئے وہ ہی امر ہو گئے۔

***

اگر کوئی انسان دنیاوی مسائل اور حالات کے پیچھے بھاگتا دوڑتا واسطے تبدیل کرتا رہے تو کیا ہو گا؟ سورج کا تعاقب کرنے پر وہ ایک جگہ رک نہیں سکتا، اپنی جگہ تبدیل کرتا رہے گا، جہاں سایہ جائے پھر چارپائی وہاں اٹھا کر رکھنی پڑے گی، مگر چارپائی ایسی جگہ پر رکھنی چاہیے جہاں سائے کا ہونا یقینی ہو۔ دنیا کے مزے اور راحتیں تو مون سون کی بارشوں کی طرح ہیں، کہیں سیلاب کر دیں اور کہیں ایک قطرہ بھی نہ پڑے.

***

جب پہلے زمانے میں کوئی چوری ہوتی تھی تو کھوجی چور کے پیروں کے نشان الٹے تلاش کرتے تھے۔ یعنی جانے والے راستے کے پیر نہیں بلکہ آنے والے راستے کے پر. پھر جب زمانہ تبدیل ہوا تو چوریاں بھی جدید ہوتی گئیں اور پیروں کے نشان تلاش کرنے کے طریقے بھی، مثلاً ٹریکر وغیرہ سے ٹریس کرنا، سی سی ٹی وی کیمرے کا استعمال۔یعنی جدید حربے۔ مگر چوریاں بھی جدید۔ جیسے پہلے شاعر بولتے تھے کہ دل چوری ہو گیا ہے۔ کسی جانے پہچانے دل چور کے پیروں کے نشان تلاش کیے جاتے تھے۔ اب چور بیٹھا ہوتا ہے سوشل میڈیا پر۔ جگہ بھی لکھی ہوئی ہے پر نام بھی تبدیل، جنس بھی تبدیل۔ جب پیروں کے نشان تلاش کرنے والا پہنچا تو سارا معاملہ ہی کچھ اور!

***

جب ایک سوچ، سماج میں سر اٹھانے لگتی ہے کہ دوسرے کو کیسے خوفزدہ اور مرعوب کیا جائے تو وہ حرکتیں اور اسباب جو بس میں ہوں اپنائے جاتے ہیں۔ دیکھیں بڑے ملک جو ہمیشہ سے طاقتور ہیں ان کا پورا زور رہا ہے کہ کمزوروں کو گھیرا جائے، کبھی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاور کبھی انوکھے الزام جو وہ خود کریں تو جائز دوسرے کریں تو فورا" کافر۔ ، کیونکہ ایک تو ان کے پاس طاقت ہے اور دوسرے اس طاقت پر ناز۔ وہ سب حربے اپنے آپ کو طاقتور تسلیم کرانے کے لئے آزمائے ہوئے نسخہ کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک انسان جب اپنے جیسے انسان کو نیچا دکھانے کے لیے کوشاں رہتا ہے تو وہ ساری حدیں پار کر کے ایک ایسا کنواں کھودتا رہتا ہے جس میں ایک نہ ایک دن اسے خود گرنا پڑے گا.

***

آجکل کی لکڑیاں بغیر تیل کے جلتی ہی نہیں ہیں، ایسے ہی دوسروں کے بنگلے اور حسن دیکھ کر ہمارے جوان کیوں مٹی کا تیل لگا کر اپنی جوانی کو آگ لگا رہے ہیں۔ اس قدر کے اللہ پاک کو بھی طعنہ دے رہے ہیں کہ ہم نماز اور درود پاک پڑھ رہے ہیں مگر کام نہیں ہو رہے۔ اب ہم ایسا نہیں کریں گے، گویا اللہ پاک کے قانون سے جھگڑا؟ پھر نتیجہ یہ ہو گا کہ "کتا نہ گھر کا گھاٹ کا" اللہ کے قانون فطرت میں کوئی کمی نہیں آئے گی مگر ہمارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ افسوس ہے آجکل کے انسان پر جس کو بہت جلدی ہے خواہشات کو پورا کرنے کی!

***

مویشی پالنے والے جب مویشی چرانے کے لیئے نکلتے تھے تو ان مویشیوں میں کوئی ترتیب یا قطار میں نہ چلنے والی گائے جو ہمیشہ الگ چرنا پسند کرتی ہو اس کو قطار میں چلانے کے لیئے اس کی گردن میں مالک ایک گھنٹی باندھتا تھا، تاکہ اگر وہ کہیں نکل جائے تو اس گھنٹی کی آواز بتائے کہ کہاں گھاس چر رہی ہے، وہ یہ حکمت عملی اس وقت کامیاب تھی، اگھنٹیاں تبدیل ہو گئی ہیں، جدید ٹیکنالوجی آ گئی ہے، لیکن روحانی سلسلے قلب اور روح کے روابط سے پہچانتے ہیں کہ یہ شخص کتنا پر خلوص اور کتنا باتوں والا ہے یعنی گفتار والا غازی یا اول عمل کرنے والا کم گو۔

***

آج جب درویش کو روتے ہوئے حاضرینِ مجلس کو نوکری کا آسرا اور ٹیسٹ میں پاس ہونے کی دعائیں دیتے دیکھا تو درویش کے ساتھ حاضرینِ مجلس سب روئے، پھر دوسری طرف رہزنوں اور عیاری والے مکر اور فریب والوں کے دھوکے اور مغروریاں دیکھیں جو اپنے مفادات کے لیے سانپ کو رسی بنا کر لکیریں کاٹ رہے تھے، کسی نے روحانیت کی لکیر کو کاٹا، کسی نے سیاست کی لکیر کو کاٹا، کسی نے پھر صوفیت اور مذہب کی لکیر کو کاٹا، مگر بیچارہ انسان پھر بھی تکلیف میں ہے سوائے ان نیک بے مطلب انسانوں کی دعائوں اور دلاسوں کے سہارے کے۔

***

جب انسان انسانی تقاضوں کے برعکس حیوانی ضروریات رکھنا شروع کرتا ہے تو یقیناً انسانی آنت یعنی معدے کی جگہ پر کسی بڑے جانور والی اوجھڑی کی ضرورت پڑے گی۔ ہوس اور حرص کے ناختم ہونے والے کھیل میں ٹرپل اننگ کھیلنے لگو گے تو پیچھے آنے والی بیٹنگ لائن فکر میں انتظار کر کے صرف وقت ضائع کر سکتی ہے، پھر کسی دوسرے کھیل میں اچھی گیم کے آسرے پر مگر وہاں بھی پھر وہی کھلاڑی پھر حرص کی بڑی اننگ سے میدان میں اترے، پھر بس خیر ہی خیر۔

***

کسی بھی شخصیت کا تعارف اُس کا کردار ہوتا ہے، جیسے داتا گنج بخش رح کا کردار کشف المحجوب ہے، امام غزالی رح کا تعارف کیمیائے سعادت ہے، اس طرح ہر ایک شخصیت کا کردار اس کی تصنیفات، گفتگو، لہجہ وقتاً فوقتاً صدیوں تک اس کا تعارف پیش کرواتے رہتے رہیں گے، جیسے علی علیہ السلام کی شان من "کنت مولا" کے الفاظ ہی کافی ہیں، اور آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سارا کلام اللہ قرآن مجید ثبوت ہے، امام حسین علیہ السلام کی شان میں "میں حسین علیہ السلام سے ہوں اور حسین علیہ السلام مجھ سے ہیں"، اس طرح کوئی بھی کتنا زہر اگلتا رہے تو کیا ہو گا، ابو جہل نے کیا کم کیا؟ یزید نے کوئی کثر چھوڑی؟ حاسدین کا حلقہ نفرتوں کے سایہ میں پلتا رہے گا لیکن شناخت اپنی شناخت دکھلائی گی، میرے اہلِ بیت نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہیں جو بھی اس میں چڑھا محفوظ رہا۔

***

آزمائش کے پیچھے آسائشیں ملتی ہیں، بغیر امتحانات کے صاحب منصب کوئی نہیں بنتا، دکھ کی داستانیں ہر ایک کے ساتھ چلتی رہتی ہیں، جو بردبار ہوتے ہیں، وہ سناتے نہیں ہیں مگر سنتے ہیں، جو سنانے کی عادت ڈالتے ہیں وہ خوامخواہ روتے رہتے ہیں.

* * *

بس موت کا خوف انسان کو گناہوں سے روکتا ہے، خود غرض ہونے نہیں دے گا، خوامخواہ تکبر بڑائی اور ہیرا پھیری کرنے سے دل دور ہٹے گا، یہ ساری نرمیاں درود پاک کی کثرت سے ہی ہو سکتی ہیں اور ذکر اذکار سے بھی خاص طور پر قلبی ذکر کا مسلسل چلنا بھی ایک سبب بنے گا.

* * *

جس کو اٹھنا نہیں آئے گا اس کو بیٹھنے میں تکلیف تو ضرور ہو گی، مگر دونوں عمل کرنے پڑیں گے۔ وقت کو دھکا دینا پڑے گا۔ ایسے ہی عروج وزوال کا سامنا ہو گا، رکاوٹیں اور آسانیاں آئیں گی اور چلی جائیں گی۔ اگر استقامت نہیں پکڑو گے تو ان میں سے گذر تو جاؤ گے۔ مگر روٹھے ہوئے گھوڑے کی طرح آگے نہیں چلو گے۔ اپنی بات سے نہیں ہٹو گے تو یا تو مالک بھوکا مارے گا یا لاٹھیوں کی بارش کر دے گا۔ تب پھر تمہیں راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔

* * *

کہتے ہیں کہ بھوت بھی مار پیٹ سے بھاگتے ہیں، جیسے ہمارے سرکاری عہدیدار نیب سے۔ وڈیرے تو بغیر کرسی کے اور پیر بغیر خلیفوں کے جیسے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ بس کرسی ہلی نہیں وڈیرے نے الٹے پاؤں بھاگنے کی مشق شروع کر دی۔

* * *

محبت میں اصول ہیں با اصولوں کے لئے، خرابی رکھنے والوں کے لیے بھی خلوص ہے، جیسے وہ اُس کے قریب آئیں گے تو خرابیاں خلوص کی نظر ہو جائیں گی۔ اصول محبت میں ڈھل جائیں گے اور سلیقہ سیرت وصورت میں سنور جائے گا.

* * *

آک کے پتوں میں چھالیہ ڈال کر کھانے سے کیا واقعی پان والا لطف ملے گا؟ ہیرا پھیری سے کتنی ہی بڑی ترقی کیوں نہ ہو، ہیرا پھیری تو ہیرا پھیری ہی رہے گی.

* * *

انسانی اخلاقی قدروں کے بغیر کوئی بھی انسان نہ بڑا انسان ہو سکتا ہے نہ رہنما۔ البتہ خدائی مصلحت ہو سکتی ہے۔ انسانی اخلاقی کردار سیکھنے کے لئے اس کو انسانی اخلاق کے اعلیٰ سے اعلیٰ کردار نبی آخر الزمان صلعم کی سیرت پڑھنی پڑے گی.

* * *

محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے نے اپنے نانا کے دین کی کی رکھوالی نگھبانی کی خاطر سفر عشق شروع کیا کہ محشر میں کوئی شکوہ نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ ساری امت خوف اور ہراس میں آ کے ایک غلط رواج اور ریت پر اڑ نہ جائے، جس سے اسلامی طرزِ زندگی کے نایاب قانون اور قائدوں کو بھول کر دنیاوی فریب، مکروں اور دھوکا بازیوں کی دلدل میں ہمیشہ کے لیے پھنس نہ جائے۔

* * *

سرُ دینے کی باتیں ہر کوئی کرتا ہے مگر سرُ دینے کا انمول رواج کوئی امام حسین علیہ السلام سے سیکھے، جن کے ہاتھوں میں دودھ پیتے بچے اور انسا منے خوبصورت اور سیج سے اٹھتے بردبار جوان شہادت کا جام پیتے گئے۔ بس رب کی رضا پر راضی صرف امام حسین علیہ السلام ہی کہلا سکتے ہیں۔

* * *

شک کو چھوڑ کر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر سمجھ گیا تو سارے شک ختم ہو جائیں گے۔

* * *

دشمنی سے دوستی بہتر ہے، خوامخواہ دوستوں میں سے دشمن ڈھونڈنے سے بہتر ہے کہ تھوڑا سا گھاٹا کھائیں پر دوستوں نہ کھوئیں۔

* * *

یہ کوئی ضد یا جھگڑا دنیا کے مال و ملکیت پر نہیں ہو رہا تھا، یہ ایک نعرہ تھا حسینیت کا جو فرش سے عرش تک سننے والوں نے سنا، اور وہ آوازِ عشق جاری رہے گی اور بزدلوں کے دلوں میں لرزش و جنبش پیدا کرتی رہے گی۔

* * *

دوستو! سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ اے علی علیہ السلام شیر خدا! آپکو اور آپکی نسل کو ہمیشہ ان لشکروں کے خلاف میدان میں بھیجا جائے گا جہاں پر آپکو کافروں سے لے کر اپنے کلمہ گو والوں کے ساتھ بھی صبر اور برداشت سے ایسا مظاہرہ کرنا ہے جس سے وہ خاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ظاہر ہو سکیں، " جس کا میں مولا ہوں اُس اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے"۔ یہ سب راز عشق کے ہیں۔

* * *

عشق کی الفابیٹ شروع ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کے گھرانے سے ہوتی ہے پھر اختتام بھی آ کے کربلا کے روپ میں ہوتا ہے، نہ ہی کوئی ایسا عشق کر سکتا ہے نہ ہی کسی میں دم ہے کہ ایسا نعرہ لگائے۔

* * *

امام حسین علیہ السلام اور اہلِ بیت کی عظیم قربانی کے اسباب اور فکر کو اجاگر کرنا چاہیے۔ لیکن فتنے اور فساد والی رسموں سے ہٹ کر، اتحاد اور یکجہتی، امن وامان کا درس دے کر درس امام حسین علیہ السلام کو عام کرنا چاہیے، نا کہ الزام تراشیان اور جذباتی نعرے لگانے چاہئیں.

***

حسینی فلسفہ پیار اور محبت کا فلسفہ ہے، انہوں نے وہ مانگا جو اُن کا ورثا ہے، باقی انسانوں میں ہر وقت مومن اور منافق ساتھ ساتھ رہتے آئیں گے ان کی فکر نہیں کرنا چاہیے۔ جو لوگ نبی آخر الزمان کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں دوسری مسجد بنا سکتے ہیں، بیت المال کی تقسیم پہ امین اور صادق، دنیا کے اعلیٰ سے اعلیٰ رہبر پر اعتراض کر سکتے تھے (ایسے رہبر جس نے بتوں کو زیر کیا) اس کی امامت میں بھی بغلوں میں بت لا کر کھڑے ہوتے تھے انکو بھی اسی فلسفے سے جواب دیا جائے گا جو درسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہم اس سے ہٹ کر اپنی باتیں بنائیں گے تو اُس فلسفے اور پیغام کو نقصان پہنچائیں گے.

***

علی سائیں بھی پوری کائنات میں ایک اور امام حسین علیہ السلام بھی ایک۔ اُن جیسا نہ ہوا نہ ہو گا۔ ایک دامادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے سردارِ انبیاء کرام کے کاندھوں پر سوار اور گود میں کھیلنے والے۔ ایسے الفاظ لکھنے کے لیے بھی دل اور جگر چاہیے.

***

حرَ کا روپ ایک ایسا کردار ہے جو بے خبری میں جنگ کے میدان میں آتا ہے، محرم کی پہلی تاریخ جمعرات کا دن سن 61 ھجری بمطابق 680، بابل کی سرحد پر پہنچا عبداللہ کا بھیجا ہوا وہ سپہ سالار تھا جو آ کے امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے، جس کے لشکر کے لوگوں اور گھوڑوں کی زبانیں پیاس کی حالت میں نکلی ہوئی تھیں، امام حسین علیہ السلام ان کو پانی پلاتے ہیں سب کچھ جانتے ہوئے۔ مگر جب حق اور سچ بات معلوم ہوتی ہے تو وہاں سے حر کا ذہن پلٹتا ہے۔ اس پلٹنے کی پیچھے وہ رازِ عشق ہے جس میں کردار امام حسین علیہ السلام ہے۔ ایک جگہ زیادہ پانی مشکوں میں عباس کو کہہ کر بھروایا گیا تھا، وہ ہی پانی تھا جس کی پینے کی دیر تھی کہ حُر کو رازِ عشق معلوم ہو گیا، کردارِ امام حسین علیہ السلام نمایاں ہو گیا اور آنکھوں سے جھوٹ والے پردے ہٹا دیئے گئے.

***

بدبخت بدنصیب کوفہ والوں کی طرف سے بھی حرُ جیسے ہی نکل کر نروار ہوتے ہیں، وقت کے یزید کو بتا دیتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو تمہارے اقتدار سے غرض نہیں ہے۔ وہ تو کامیابی لینے آیا ہے اور نجانے کتنے بھٹکے ہوئے لوگوں کو قیامت تک حرُ بناتا رہے گا.

***

صدیون سے یہ دن آتے رہے ہیں۔ ان کو کسی نے کسی طرح اہمیت دی اور کسی نے کس طرح۔ کسی نے ایسے ہی ایک گذرے ہوئے وقت کی طرح بھلادیا۔ وہ ہر کسی کا نصیب ہے، بس غور و فکر سے سارے غلط رواجوں اور من گھڑت فکروں اور فلسفوں سے ہٹ کر قرآن پاک کی روشنی میں اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور کربلا کو سمجھنا چاہیے.

❊❊❊

کیا رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان امت کو تقسیم کرنے کا سوچ سکتا ہے؟ ھاں صرف منافقوں کو ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ وہ تو آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا تھا کہ، بغضِ علی علیہ السلام پہچان ہے مومن اور منافق کی، وہ نشانی ہر کوئی اپنے آپ میں تلاش کرے۔ اگر کوئی چھان بین کرنا چاھے تو یہ حدیث بہترین نمونہ ہے.

❊❊❊

اہلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانہ بخشش کا تحفہ ہے، وہ کیا سمجھے لعن طعن کے چکروں کو۔ وہاں جو بھی آیا بخشا گیا، خطاداروں کی خطائیں معاف کرانے کے لئے تو قربانی دی گئی ہے، مگر اس راز کو کوئی سمجھے تو۔ ہم تو نفرتوں کے بارود لے کر پھٹ رہے ہیں.

❊❊❊

اس وقت اکیلے امام حسین علیہ السلام کی طرف سے اس بدکردار شخص کی بیعت سب اہل بیت کی طرف سے سمجھی جاتی، جو قیامت تک جیت مانی جاتی ایک جھوٹ کی سچ پر۔ کیا امام حسین علیہ السلام ایسا کرسکتے ہیں جو رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں پل کے پروان چڑھے؟.

❊❊❊

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان سب کی خیر خواہی چاہتا ہے، انہوں نے کبھی بھی اپنے نانا کے دین سے بے وفائی نہیں کی، ان کا گھرانہ ہی بخشش کا سبب بنے گا ساری امت کے لیے اس قربانی کی وجہ سے۔ وہ گھرانہ اسلام کو تقسیم کرنے اور گروہوں میں باٹنے والا نہیں تھا، نہ ہی ان کا فکر و فلسفہ ایسا تھا۔ باقی انسانوں میں تو ہابیل اور قابیل بھی پیدا ہونے تھے.

❊❊❊

امام حسین علیہ السلام نام ہی امن امان کا ہے، امام حسین علیہ السلام کی نسل بخشش کی دعائیں کرنے والی ہے، جب کہ درود بھی خاتم النبیین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ساتھ ان کے اہل بیت پر قائم اور دائم رہتا آرہا ہے۔ جن کی وجہ سے آپ نے اپنے خاندان سمیت شہادت کا جام پیا انکو بھی مجبوراً نمازوں میں درود پڑھنا پڑے گا، نہیں تو نماز مکمل نہیں ہوگی.

❊❊❊

آج بھی امام حسین علیہ السلام کسی ایک کا نہیں ہے، نہ ہی کسی مذہب کا نہ کسی فرقے کا، امام حسین علیہ السلام آواز ہے سچ کی، امام حسین ایک فکر اور فلسفہ ہے حق کا، جس میں تھوڑی بھی نہ نفرت تھی نہ لالچ تھا کسی دنیاوی شہنشاہی کا۔ وہ تو شہنشاہ کی اولاد تھی جو ساری کائنات کے رہبر اور رحمت بنا کے بھیجے گئے۔ ان کو کیا ضرورت ٹھگی والی دنیا کے اقتدار کی؟ بس ایک سوچ کی جنگ تھی، شر اور خیر کی، بدی اور نیکی کی، سچ اور حق کی، بغض، حسد، دھوکے اور نفرت کے ساتھ.

* * *

امام حسین علیہ السلام نے ایک ایسی روایت قائم کی جو ہمیشہ للکار بن کر رہے گی ایک نیکی کی بدی کے مقابلے میں بغیر کسی فتنے فساد کے.

* * *

یہ وقت کی گیم ہے، جو ہم آج سوچتے ہیں ہو سکتا ہے وہ صبح صحیح نہ ہو، جو آج غلط لگ رہا ہے ہو سکتا ہے صبح وہ صحیح ہو جائے۔ اسی طرح ہماری پسند اور ناپسند وقت کے ساتھ تبدیل ہوتیں رہیں گی، ہمیں وقت کے ساتھ اور اس کے قائدے قانون کو لیکر چلنا چاہیئے.

* * *

دنیاوی تاریخ میں سچ اور حق کی اگر بات کی جائے گی تو سرِ فہرست امام حسین علیہ السلام کا نام لکھا جائے گا، پھر بھلے وہ اہلِ دشمن ہوں یا دوست ہوں، دل میں سوچنے کے وقت اس کو سوچنا پڑے گا کہ قربانی کا اگر کسی نے حق ادا کیا ہے تو وہ خونِ نبوت کی کڑی ہے۔ اہلِ اسلام تو کیا مگر غیر مسلم بھی اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ سچ کو سچ کر کے دکھا گیا امام حسین علیہ السلام۔ ہمیشہ کے لیے منافقت کو ساری دنیا کے سامنے اتنا عیاں کیا گیا کہ آنے والیں نسلوں تک جب بھی کہیں سچ اور حق کی زبان بولی جائے گی تو امام حسین علیہ السلام کو ضرور یاد کیا جائے گا.

* * *

تلاش کرنے والوں کو راستے ملتے ہیں، سست ہو کے بیٹھنے والوں پر ریت چڑھ جاتی ہے، ڈھونڈنے سے بیابان میں بھی چشمے نکل پڑتے ہیں، کمزور اور مایوس انسانوں کی پیشانی میں ہی وہ بد بختی، لوٹنے والی منتیں اور وچار ہوتے کہ ناکام کر کے ناکارہ بنا دیتے ہیں، جفاکش لوگوں کو سخت محنت کرنے والے کہا جاتا ہے، ایسے انسان وہاں جا پہنچتے ہیں جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا، جن کے دلوں نے جامِ حق پیے ہوئے ہونگے وہ ہی وہاں جا کے آستانے بنائیں گے، باقی بیچارے چولھے پر بیوی کے طعنے برداشت کر رہے ہونگے کھانے کے لیے۔ تعریفیں اور کہانیاں سنا کے چائے کا کپ میٹھا کریں گے.

* * *

چابی کی ایک خاص خصوصیت ہوتی ہے، ہر انسان کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر اس تک پہنچنے کے لیے لازمی طور چابی کی تلاش ضرور کرے گا، جہاں چوریوں کی بھی اقسام ہوتی ہیں وہاں چابیوں کے بھی کئی جدید نمونے نکلتے ہیں۔ کوئی آفیسر پروموشن کے لیے یا ترقی حاصل کرنے کے لیے یا کسی اچھی جگہ پر قبضہ جمانے کے لیے ضرور کوئی چابی یعنی سفارش حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پیر مارے گا تا کہ اس چابی تک پہنچ سکے. ایسے ہی کوئی سیاستدان کسی مشہور پارٹی کا ٹکٹ ہولڈر یا اس پارٹی میں اقتدار کی اعلیٰ کرسی پہ بیٹھنے کے لیے ضرور کسی چابی کے پیچھے بھاگ دوڑ کرے گا تا کہ اس چابی تک آسانی سے پہنچ سکے. ایسے ہی ہر قسم کی سہولت اور کام کاج، دنیاوی یا روحانی، حاصل کرنے کے لیے اصل راستہ یعنی اس راہ کی تلاش ہے یعنی چابی ڈھونڈنا اور سنبھال کے رکھنا لازمی ہے.

* * *

انسان ایک چور بھی ہے تو چوکیدار بھی ہے، چور اسکا نفس ہے اور چوکیدار اسکی روح ہے، دونوں کے بیچ میں فساد پیدا کرنے والا شیطان ہے خطا تب کھانی پڑتی ہے جب شیطان نفس کتے کو زیادہ کھلا دے یا روحانی خوراک میں لائیٹ اور سولر سسٹم ناکارہ بنا دے تا کہ چوری کو حقیقت میں بدل سکے، ایسی سب چوریوں کے پیچھے شیطان نما چہرے، حرکتیں اور اسباب ہیں، جب گہری نیند میں آرام سے بے خوف سوئے ہوئے بیچارے انسان لٹ جائیں تو پھر لٹنے کے بعد خوف کیسا؟

* * *

نوجوانی کی طوفانی لہروں میں، خواہشوں کی خوبصورت چمک دمک میں، جذبات کے جوش میں، ہر کسی سے آگے نکلنے کی کوشش میں، اچانک پاؤں پھسلنے کی وجہ سے کسی گہری کھائی میں گرنا پڑ جاتا ہے، جہاں سے بقول شاہ بھٹائی رح کے کوئی حاذق ہی نکالے، جو دریا کنارے لگے پودوں کی طرح ڈوبتوں کو باہر نکالنا جانتے ہوں، ورنہ یہاں ہر کوئی دھکا دینا جانتا ہے۔ نکلنے کا فن کبھی کوئی نہیں بتائے گا۔ جس کو بھی کوئی موقعہ یا کرسی ملتی ہے ایسے لپیٹنے لگ جاتا ہے جیسے کسی سیاسی اجتماع کی دعوت میں کارکن لوگ کھانے پر گر جاتے ہیں۔ جس کو جو تھال ہاتھ آئے کوئی نہ پہچانے کسی کو جب تک ڈکار نہ لے۔ پھر جب ہوش میں آئیں تو کہیں یہ سب میرے دوست تھے! بس کیا کریں پہلے اپنا پیٹ پھر بال بچے، کھانے کے وقت بچے بھی کسی اچھے کو یاد آتے ہیں، اس وقت تو مست ہاتھی کی طرح بچوں کو بھی کچل دیتے ہیں لوگ۔ کارکنوں کو صرف کام کے وقت ہی یاد کیا جاتا ہے۔ لیڈر بھلے ہی مستیاں کرے.

* * *

جب ایک انسان یہ جان لیتا ہے کہ کونسی صحبت میں سلامتی رکھی گئی ہے، کونسی راہ لی جائے جس میں خاردار دار تاریں بچھی ہوئی نہ ہوں، تو سفر زندگی آسان ہو جاتا ہے، مگر ایسی سوچ آنا بھی کسی دولت سے کم نہیں ہے.

* * *

انسان جب حرص اور ہوس کی وجہ سے بھیڑیا بن جائے تو وہ اپنوں اور پرایوں کے حق کو بھیڑ سمجھ کر کھاتا جائے گا بغیر کسی احساس کے، کیونکہ اس کے اندر روح ایک انسان کی جگہ بھیڑیا بن چکی ہے۔ ایسے انسان سے کیا امید کی جاسکتی ہے؟ پھر وہ چاہے اپنا ہو یا پرایا بھلے کونسے منصب پہ فائز کیوں نہ ہو۔ اس لیے بھیڑیوں کے ریوڑ کا مالک رکھوالا مضبوط ہونا لازمی ہے.

* * *

دنگے پہ دنگا، فریب پہ فریب، ہیرا پھیری پہ ہیرا پھیری، چرخہ اگر ایسے چلتا ہے تو چیر دیتا ہے یا پھاڑ دیتا ہے، دنگے یعنی جھگڑے فتنے فساد، ہر وقت حاضر سروس کہیں کوئی موقعہ غنیمت ملے تو دو بھائیوں میں عداوت پیدا کر دیتے ہیں بغیر کسی خرچ کے، جیسا کہ یہ شعبہ ان کو کسی معاہدے پہ ملا ہو جس کا کوئی بھی ٹائم فریم مقرر نہ ہو۔ افسوس کی بھی انتہا ہے، اچھے خاصے لوگ رومال کندھے پہ رکھ کہ نکل پڑتے ہیں وڈیروں کی بیٹھکوں پہ یا ہوٹلوں پہ جب تک دو بندوں کو آپس میں لڑائیں نہیں تب تک ان کو کھانا کیسے نصیب ہو؟ اگر نصیب ہو تو ہضم کیسے ہو؟

* * *

جہاں زخم کا گند ہوتا ہے وہاں بیچاری مکھیاں بیٹھ کہ اس عیب کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں اور وہ گند نگلنے کی کوشش کرتی ہیں، گند اور زخم کی کئی اقسام ہوتی ہیں، معاشرے کے ہر فرد میں گند بھرے ہوئے ہیں: سوچوں کے، تفریق و عداوت کے، اونچ نیچ کے، بڑے چھوٹے کے لحاظ کے، معتبری کی تمنا اور لالچی حرص کے، پھر خود بھی شکار ہو جاتے ہیں اور دوسرے کو بھی ٹھکانے لگا دیتے ہیں.

* * *

خزانے مال و زر کے ہوں یا اخلاق و کردار کے ان کے لیے ویرانے لازمی ہیں۔ کیسے ویرانے؟ فالتو خیالوں سے دماغ خالی ویران ہو، حسد اور تمنا کے ہجوم سے دل ویران ہو، حرص لالچ سے سوچ ویران ہو پھر ہی ایسے خزانے مل سکتے ہیں جب من ایک جگہ ٹکا رہے گا.

* * *

بے قراری میں قرار کو تلاش کریں تو بات بن جائے گی، انکار میں اقرار ہے، کہنے والے اگر کہتے ہیں تو اس اچھائی کی چوری کرو تا کہ اندر کا انسان بیدار ہو جائے.

* * *

ایک انسان کی زندگی سخت گرم نرم حالتوں میں سے گذرتی ہے، جہاں پہ تنگ راستوں سے لیکر کشادہ راہوں تک، پھر کشادہ راستوں سے لیکر تنگ راستوں تک ایک مسلسل سفر کو زندگی کہا جاتا ہے.

* * *

تکلیفیں برداشت کیے بغیر کوئی انسان خزانوں تک پہنچا ہے کیا؟ مقصد حاصل کرنے کی جدوجہد ضروری ہے. انسان، انسان تب بنتا ہے جب پہلے اُس میں دراڑیں پڑیں پہاڑ کی طرح، پھر ان کے نتیجے میں اس میں میٹھے پانی کے چشمے بہہ کے نکلیں، نہیں تو اس معاشرے میں نمکین کنویں اور کڑوے پانیوں سے لے کر چٹ پٹے کردار اور اخلاق سوز انسانوں کی کوئی کمی ہے کیا؟

* * *

ایک مضبوط انسان کو توڑنے کے لیے زندگی کے تماشے کافی ہوتے ہیں، یعنی کسی نا پسندیدہ واقعے کے سے کی زندگی میں زلزلے برپا ہو جاتے ہیں، مگر بڑے سے بڑا سبب عشق اور محبت ہے جو انسان کو مضبوط کرنے کے ساتھ کمزور بھی کر دیتا ہے.

* * *

آپ کے زوال کی شروعات تب ہوتی ہے جب آپ فکری فلسفے سے ہٹ کر ذاتیات پر آجاتے ہیں، پھر آپکی آنکھوں میں نیک نیتی کے جذبوں کی جگہ پر انتقام کی آگ شامل ہو جاتی ہے، بس وہ گھڑی معافی تلافی کی ہے، اگر سنبھل گئے تو سدھر جاؤ گے، اگر پھسل گئے تو پھر ہمیشہ ان آوارہ لوٹوں کی طرح جھیلوں کا گندہ پانی پیتے رہیں گے مگر صاف شفاف زم زم نہیں ملے گا.

* * *

بجھانے والے کم، جلانے والے زیادہ۔ وقت کے نشیب و فراز کہیں بڑے، کہیں چھوٹے، لیکن منافقت کے ڈیرے کبھی کم نہیں ہوتے.

* * *

جتنا چیخو اور چلاؤ گے اتنا "چلوایا" جائے گا، جتنا روؤ گے اتنا رلایا جائے گا، ہنسو گے تو ہنسایا جائے گا، یہ دنیا کا دستور جانو دوستو! یہ نہ رونے والوں کے ساتھ ہے نہ ہی ہنسنے والوں کے ساتھ۔ آؤ گے جلدی تو جانے میں بھی دیر نہیں کرو گے.

* * *

اصل میں اسلام میں قربانی کے پیچھے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا مطلب ہر پیاری چیز کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے. اس وقت ہمارے معاشرے کی سب سے زیادہ پیاری چیز ہماری انائیت اور ہٹ دھرمی ہے۔ اگر وہ ہم اس عید قربانی پہ قربان کرنے میں کامیاب ہو گئے تو سمجھیں حقیقتیں سمجھ میں آجائیں گیں.

* * *

جس خوبصورتی اور خوشی کو تم دیکھ کر فیصلہ کر لیتے ہو کہ یہ کتنی دل کو اچھی لگتی ہیں، وہ خوبصورتی اور خوشی عارضی ہوا کرتی ہیں، ان کو اتنا ہی زہر قاتل سمجھو، جتنا ہو سکے۔ اپنے آپ پر قابو پالو ورنہ یہ زہریلے سانپ کی طرح کسیوقت آپ کو ڈس جائینگی.

* * *

عشق اٹکا ہوا اچھا ہے، جیسے کانٹا۔ پیر میں سے باہر نکالیں گے تو خون بہے گا.

* * *

بچیاں وہ میوہ ہے جب گھر کے آنگن میں پک کر تیار ہوتا ہے تو توڑ دیا جاتا ہے، لیکن بہنیں بیچاری ساری ناہمواریوں اور نامناسب برتاؤ کے باوجود پاس میں بیٹھ کر دعائیں مانگتی ہیں.

* * *

اس وقت زندگی میں نہ مٹھاس کی مٹھاس ملتی ہے نہ ہی کھٹاس کی کھٹائی، مطلب یہ کہ کھٹا میٹھا ایک ساتھ چل رہا ہے، کوئی قائدہ قانون نہیں رہا ہے، خلوص کے جلوس نکل رہے ہیں، محبتیں مارکیٹ میں پیسوں پر بک رہی ہیں، بس باتوں کی پیکنگ میں۔ اندر کالا کوا جیسے سانپ نفرت کا منہ کھول کر بیٹھا ہو، بس ہاتھ ڈالنے کی دیر ہو۔ نفرت نچوڑ دیتی ہے۔ سارا زہر معاشرے میں پھیلا دیتی ہے۔

***

اپنے آپ کو ایک تھانیدار بنانے کے بجائے، ایک سقہ یعنی پانی پلانے والا بناؤ. تاکہ آپ کو ہمیشہ پانی کی صورت میں پیاس کے وقت یاد کیا جائے.

***

بس تماشا ضروری ہے زندگی میں کبھی کم کبھی زیادہ، کبھی نفس ناک میں، کبھی ناک پیشانی میں۔

***

معاف کرنے والے ہمیشہ دوسروں کو معاف کرتے رہیں گے، باقی رونے والے روتے، چلاتے اور طعنے دیتے دیتے زندگی مکمل کرینگے.

***

دوسروں سے امید اور توقعات رکھنے کے بجائے خود امید اور سہارا بنو بے سہاروں کے لیے۔ پھر آپکے لیے ہزاروں حاضر ہو جائیں گے سہارا دینے کے لیئے۔

***

رات کی گفتگو دن میں مشکل لگے گی اور دن کے کام رات کو نیند خراب کریں گے۔ بغیر داڑھ کے رئیس داتن خان سوکھا ہوا گوشت کھائے تو کھائے کیسے؟ تبھی تو کہتے ہیں جوانی کی عبادت سونا کمانے جیسی ہے، بوڑھے تو بیچارے سارے آسرے ختم کر کے پھر ہر جگہ سے بوریا بستر باندھ کر سوا اللہ پاک کے سارے دروازے بند دیکھ کر پلٹتے ہیں، مگر وقت کی کھیتی ہی اناج دیتی ہے۔

***

دنیا کے مزے بھی موسمی ہیں، وقت گیا تو سب کچھ گیا۔ تھوڑے ٹائم کے بعد اپنے گھر کو بلایا جائے گا پھر وہاں نہ پانی ملے گا، نہ روشنی، نہ ہی کھانا اور پھر اوپر سے سوالوں کے جواب۔ بہتر یہ ہے کہ اصلی گھر کے لیے سوچا جائے، کیونکہ ایک نہ ایک دن اصل گھر کی طرف لوٹنا ہے۔

***

جھوٹ اور دھوکا ہمارے فلسفے میں نہیں ہے، بدل بدل کر پھر سے گھر کے سائے میں بیٹھنا پڑتا ہے۔ دنیا کی رونقیں روح کو متاثر ضرور کرتی ہیں مگر ہمیشہ نہیں رہتی ہیں، وفائیں، وفائیں ہیں، جفامیں چھپ کر اکیلے رہ جاؤ گے جب سب ساتھ چھوڑ جائیں گے رو کر یاد کرو گے۔

* * *

جو بغیر استاد کے استاد بننا چاہتے ہیں ان ڈرائیوروں کی گاڑیاں ہمیشہ بیچ راستے میں ہی جواب دے جاتی ہیں، اسٹیئرنگ چلانا اور گاڑی کے اوزاروں یعنی پُرزوں کی پہچان اور مرمت کا فن تب تک کیسے حاصل ہو سکتا ہے جب تک کوئی ماہر اپنے سامنے بٹھا کے نہ سکھائے، نہیں تو سب کچھ ہی ختم، سامان سارا امید ان میں پڑا ہو گا۔

* * *

اگر محبت میں عقیدہ رکھتے ہو، تو صبر اور انتظار کرنا سیکھو۔ اگر نفس کے غلبے میں جکڑے جا چکے ہو تو اپنا راستہ تلاش کرنے کے لیے صفائی اور پاکیزگی کو اپناؤ، یا دوسرا دروازہ ڈھونڈو.

* * *

جب الیکشن کے دن آتے ہیں تو خاص طور پر ایک شوقین ٹولا سارے وڈیروں اور رئیسوں کی بیٹھکوں کے چکر لگانے اور وہاں طعام چکھنے اور سونگنے میں بڑی کامیابی سمجھتا ہے، پھر ایک اور ٹولا ایسے بڑے آدمیوں کے ساتھ سیلفیاں بنوا کر سوشل میڈیا پر رکھنے میں بڑا کارنامہ سمجھتا ہے، پھر بندہ پہچانے نہ پہچانے پڑوس والے (اور گھر والی اگر ہو گی تو وہ بیچاری پھنسی)، کہیں گے دیکھو ہم اب بڑے آدمی بن گئے ہیں۔

* * *

پڑھنااور دیکھنا تو آسان ہے لیکن سمجھے بغیر سمجھنا سمجھ میں آنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہے.

* * *

اگر شیطانی وسواس کو بھلائی کے ساتھ آپ نے روکنا سیکھ لیا تو اگر برائی نے پڑوس نہ بھی چھوڑا تب بھی شرمسار ضرور ہو گی (آپ کا گھر محفوظ رہے گا)۔

* * *

استقامت اور یکسانیت انسانیت کو قابلیت سکھاتی ہے، در در پر سدا لگانے والا زیادہ منہ والے قرار پاتا ہے، کہتے ہیں کے یہ ایک بات کرنے والا ہے یعنی اعتبار کے لائق ہے۔

* * *

انسان کی تخلیق ہی بتاتی ہے تخلیقکار کے جلوے کو، اللہ پاک لامحدود ہے کسی دائرہ کار میں نہیں لایا جا سکتا۔

* * *

ہر طرف مصنوعی روشنی رات کو بھی روشن کر دیتی ہے اور انسان رات کو آرام کرنے کے بجائے روشنیوں میں جاگنے کو پسند کرنے لگے ہیں، انسانی عادتیں تبدیل ہوتی گئیں، دن والے کام رات کو اور رات والے کام دن کو ہونے لگے، ہر طرف نئے نئے رواج اور نظام لاگو ہوگئے، دوسرے خوردونوش کی اشیاء کی طرح سورج کی روشنی بھی شمسی توانائی کے نام سے زخیرہ ہونے لگی ہے۔

***

عقل کا اندھا دانائی کی دھجیاں بکھیر دے گا، وقتی طور پر سنبھالنے والا زور سے چلانے کے ساتھ روشنی عقل میں لانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

***

علم سے لاتعلق نابینا نقلی علم جوڑے گا تو عقل مند چپ نہیں کریں گے، ضرور اپنے حال کے مطابق ہاتھ پاؤں ماریں گے۔

***

مقدس اور پاک کلام قرآن پاک کی موجودگی اور اس کا زیادہ شایع ہونا بھی انسانیت کی بقا کے لیے بڑا سہارا ہے، جب تک قرآن پاک موجود ہے تب تک ہر قسم کے ظلم، جبر اور عدم یکسانیت سے لے کر ساری بدکاریوں کو رد کیا جائے گا، ایک ایسا راستہ اور درس حاصل ہے جس میں زندگی کو خوبصورتی اور آراستگی ملنے سے لے کر پاکیزہ بنانے کے تک کے راستے فراہم ہوتے ہیں، انسان کی پیدائش سے لے کر اختتام تک سب کچھ بیان ہوا پڑا ہے۔

***

درود پاک ملنا اور اس کو پڑھنا ہی بخشش ہے، نعمت الٰہی ہے۔ سوچیں کم اور سب کام سپرد کر دیں اللہ تعالیٰ کو جو غفور الرحیم ہے۔ اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے۔ دنیاوی مشکلات سے پریشان نہ ہوں.

***

دنیا کی تاریخ میں ایسے مصنف ملیں گے جو ہزاروں کتابوں کے مصنف تھے اور یہ کام صدیوں سے جاری ہے، جنہوں نے اپنے قلم کی مزدوری سے شہرت بھی کمائی مگر علم کی دولت کا ورثہ پیچھے آنے والوں کے لیے محفوظ کر گئے، اشارتاً ایسے راز اور علم چھوڑ گئے جو سونے اور جواہر کے ملکیت سے زیادہ بھاری قرار دیا گیا۔

***

روحانیت میں کچھ ایسی کیفیات نمودار ہونے لگتی ہیں جس کی اپنی اپنی کہانیاں اور قصے ہیں، جو جو لوگ ان میں سے گزرتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے حال پہ رہنے دینا اچھی روایت ہے.

***

عادتیں اگر آسانی سے چھوٹتیں تو پھر لومڑیاں لوری سنا کر اپنے بچوں کو شیر کی کہانیاں نہ سناتیں!

***

کوئی شخص اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کر، اپنے آپ کو پسند کرنے لگ جائے، اور سمجھنے لگے کہ میں کچھ بن چکا ہوں تو سمجھ لیں یہ نفس سرکش کی دھوکے پر مبنی شیطانی شطرنج والی چال ہے، اسی لمحے استغفر اللہ اور شکر الحمد اللہ کی تسبیح پڑھیں.

***

دوستو ہم نے علم نہیں سیکھا فقط علم والوں کو دیکھا اور ان سے واسطہ رکھا اور خود علم والے بن گئے.

***

وقف کرے زندگی وقف کرنے والوں کے کاروبار میں۔

***

ہم یار کی یاری میں غرق، منافق مفادوں کے لیے دربدر۔

***

زندگی کا ہونا ہی ایک نصیحت ہے، اس کو دیکھنے اور پرکھنے کی عادت ڈالیں۔ جیسے جیسے قریب سے زندگی کے کاروبار کو جانچنا شروع کرو گے ایک بڑا راز میسر ہوتا جائے گا۔ بڑے تجربے دوستوں کے روپ میں دشمنیاں پھر دشمنوں کے روپ میں اچھے دوست آگے آنا، عجیب رنگ ہیں۔ بس صبر سے برداشت سے پریشان ہوئے بغیر گاڑی کو دھکیلتے رہو جب تک دم اور سانس باقی رہیں۔

***

فتنہ گری ہر زمانے میں نئی ڈریسنگ سے ظاہر ہوتی ہے مگر منہ دینے (مقابلے) کے لیے اللہ اپنے بندوں کو ڈیوٹیاں دیتا ہے، تاکہ اللہ پاک کی مخلوق محفوظ رہ سکے۔ میرے دوستو! فکر نہیں کرنا، مگر فہم کے ساتھ چلنا پڑے گا۔ جلد باز اور نکالے گئے کی پہچان کرانے سے ہی ماحول شیر و شکر ہو گا۔ نفاق اور ناراضگی کی جگہ چین اور راحت لے گی۔ انشاءاللہ۔

***

درود پاک کی کثرت نالائقوں کو بھی نواز دیتی ہے.

***

تربیت بھی تربیت کے تحت چلتی ہے، جیسے ایک سالک سلوک کی رمزوں اور رازوں کو پہچانے۔ خاموشی بڑا پردہ اور ہتھیار ہے۔ ہر وقت خود کو خود سے دور کرنے کا رجحان پیدا کیا جائے، جیسے نفس کی شرارتوں سے بچا جائے۔ نفس وہم اور وسوسے لائیگا، تعریف اور خوشامد طلب کرے گا، پھر مستقبل کے لئے پلاننگ بنائے گا، جب کہ ایک طالب کو توکل اللہ اور رضا الٰہی کے ساتھ ساتھ ملی ہوئی ڈیوٹی ایک کشتی کے مانند ہو کر اس کنارے پہچانے کا سامان فراہم کرے گی۔

* * *

نیکی اور بھلائی ایک ایسا لازوال ہتھیار ہے جس سے حسد، کینہ اور بغض کی بغاوتوں کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

* * *

کارکنان کا کام نہیں ہے کہ وہ سرپرست کو پہچانیں، مگر اس کے برعکس سرپرست کو چاہیئے کہ وہ کارکنان کو پہچانے اور انکے چہروں میں سے دکھ درد کو محسوس کرے۔

* * *

انجانے چشمہ سے کبھی بھی پانی نہیں پینا چاہیے، جانے پہچانے چشمہ سے پیاس بجھانا بہتر ہے۔

* * *

زوال اور عروج زندگی کہ دو پلڑے ہیں، احتیاط کے ساتھ جس نے صبر کا دامن پکڑا وہ کامیاب ہو گیا۔

* * *

لاپرواہی انسان کو گرا دیتی ہے جب وہ کسی منزل پہ چلنے کی کوشش میں ہوتا ہے، پھر سنبھلنے کا وقت نکل جاتا ہے۔

* * *

عشق ایک ابلتا ہوا تیل ہے، جو ہاتھ ڈالتا ہے وہ پک کر نکلتا ہے، جو ڈر کر بھاگ جاتا ہے وہ ترستا رہ جاتا ہے۔

* * *

دنیا کی طعنہ زنی کو اہمیت نہیں دینی چاہیئے، یہ فطرتِ زمانہ ہے، صبر سے لگے رہو یہی لوگ پھر تعریف کرنا شروع کر دیں گے، فقط ثابت قدمی ہونی چاہیئے۔

* * *

دنیا پریشانیوں کی جگہ ہے دوستو! درود چھٹکارا دلانے والا ہے۔

* * *

ایک محبت رکھنے والا صوفی درویش فولاد سے زیادہ مضبوط اور موم جیسا نرم ہوتا ہے۔

***

جاہلوں سے جاہل بن کر انکی جاہلیت کو ختم کرنا پڑے گا، ضد پر صبر کا غلبہ لازمی ہے نہیں تو فکر کا درس سمجھنے میں مشکل لگے گا کیونکہ کانٹوں میں ہاتھ ڈالیں گے تب ہی گلابوں جیسی پتیاں ہاتھ لگیں گی۔

***

اللہ کی رضا اور آپکی ذات کی خواہشات الگ الگ چیزیں ہیں، ذات کی خواہش ذات تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں جب کہ اللہ کی رضا نسلوں تک چلتی جاتی ہے اور مخلوق خدا کو درس دیا کرتی ہیں کہ جو اللہ کی خاطر جیتا ہے وہ فنا یعنی ختم نہیں ہوا کرتا ہے، ان کا کام اور درس پیغام نسلوں کو سنوارتا رہتا ہے۔ ذاتیات والے فنا ہو کر قبر میں دفن ہو جاتے ہیں جیسے کوئی ان کا وجود باقی نہیں تھا۔ تو بس اللہ کی رضا کے خاطر جینا سیکھنا صوفیاء کرام کا شیوا ہے، ذاتی حسد اور دشمنی کی آگ کو تبدیل کردیں اللہ تعالیٰ کے عشق کی آگ میں اور ان کی رضا کی تلاش میں۔ پھر کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی اور آپ کی قبر کی مٹی کو بھی چوما جائے گا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر۔ اور لوگ ایک دوسرے کو بولیں گے دیکھو ان ہستیوں نے اپنے وجود کی خواہشات کو چھوڑ کر اللہ کی رضامندی چاہی تھی آج اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ اسی لیے تو ان کے نام باقی ہیں ورنہ ہر چیز فنا ہو گئی۔

***

فرج والا مردہ مرغ حلال کر کے کھانے سے بیچاری سنگت والی دال اچھی ہے۔

***

خواہشات کو جتنا قابو میں رکھا جائے گا اتنا پریشانیوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

***

ذہنی زہر کو صرف روحانی زمزم سے ہی دھویا جاسکتا ہے۔

***

جو درویشی لباس پہن کر فقیری اختیار کرے اس کی مختلف اور الگ تھلگ شخصیت دیکھ کر آس پاس کے کتے بھونکتے ضرور ہیں۔ جس درویش پر کتے بھونکنا چھوڑ دیں تو آپ یہ یقین جاں لیں اس درویش نے درویشی کھو کر دنیا جیسا بن کر اس سے صلح کرلی ہے۔ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی ٹاں ٹاں ہو بس اس نے مصلحت پسندی اختیار کی فقیری کے بدلے میں۔

***

قلب کا رنگ، آگ کا رنگ اور گلاب کے پھول کا رنگ ایک جیسا ہوا کرتا ہے۔ اس رنگ کو لگانے کے طریقے یقیناً الگ الگ ہیں لیکن خوبصورتی ملتی جلتی ہے۔ آگ گرمی پیدا کرتی ہے اور گلاب خوشبو مہیا کرتا ہے، اور دل میں جب ذکر کی جلاوت پیدا ہوتی ہیں تو طالب کو رنگ دکھائی دیتا ہے، پھر وہ رنگ ساری دنیا کو لپیٹ میں لے لیتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ساری دنیا رنگین بن گئی ہے یعنی سکون ہی سکون، پھر وہ بندہ سکون بانٹتا ہے بے سکونوں میں، ایسے لوگوں کو صوفیاء کرام کہا جاتا ہے۔

***

کبھی کبھی حق کی تلاش میں زندگی میں ایسے موڑ بھی آتے ہیں جب یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ہم معاشرے میں تنہا تو نہیں رہ گئے ہیں؟ لیکن جب آپ اپنے آپ میں اُس سچائی کو تلاش کرنا شروع کر لیتے ہو تو آپ کا دل مطمئن ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا نے اکیلا کرنے کی کوشش کی تھی، اس کے بعد ان کے رفقاء اور اھلبیت کرام پر ایسے دن آئے، لیکن تاریخ کے ورقوں میں وہ ہمیشہ سرخرو ہو گئے.

***

کوئی ہجوم کے اندر بھی تنہا ہو کے کسی کی تلاش میں ہوتا ہے اور کوئی اکیلا بھی خیالوں کی اونچی اڑان سے ہجوموں میں پہنچا ہوتا ہے.

***

روشنی کو کبھی بھی قید نہیں کیا جا سکتا، اس کو جب بھی موقعہ ملا تو وہ ظاہر ہونے کی کوشش کرے گی، اس لیے اُس کے پیچھے چلنا سیکھنا چاہیے.

***

چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں سے پانی پینے والوں کو دریا کے پانی کی اہمیت کی کیا خبر؟ گٹروں کا گند استعمال کرنے والوں کو چشموں کے صاف وشفاف پانی کی کیا قدر۔ نصیب، نصیب کی بات ہے۔ ہر کسی کا مقدر.

***

جب مالکِ کائنات نے گوبر اور دودھ کے راستے الگ الگ کر دیئے ہیں، تو اے آج کے انسان، تم ان کو ملانا چھوڑ دو، دونوں کے اپنے اپنے فوائد ہیں.

***

استقامت زندہ کر دیتی ہے حیاتِ، فکر اور فہم کو جب آدمی سمیٹ لیتا ہے دوریوں کو نزدیکیوں سے.

***

راہ عشق کے سچے مسافروں کو سفر کی پریشانیاں اپنی منزل پہ پہنچنے سے روک نہیں سکتیں ہیں۔ دنیاوی آزمائشیں تو فقط پکا اور مضبوط بناتی ہیں۔

***

فرار کی راہ چھوڑو، اطاعت کی راہ اپناؤ، خلق خدا کی خدمت میں روحانیت چھپی ہوئی ہے.

***

شک کو چھوڑ کر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر سمجھا جائے گا تو سارے شک ختم ہو جائیں گے.

***

محبت کے غم بیان نہیں کیے جاتے، یہ تو محبت کی بے ادبی ہے۔، نہ ہی گلے شکوے کیے جائیں گے کہ یہ بے صبری ہے۔ بس خاموشی سے چلنا چاہیے، کامیابی خاموشی میں ہے.

***

جب ایک انسان اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو جاتا ہے پھر ان کو پورا کرنے کے لیے غلط راستے چلتا ہے، نتیجاً زمانے کی رسوائیاں دیکھنا پڑتی ہیں۔ پھر اگر ان نفسانی خواہشات کو اپنے اچھے اعمال اور کردار کے تابع کریں تو یقیناً دونوں کام خوش اسلوبی سے انجام تک پہنچ سکتے ہیں۔

* * *

درود پاک کا ورد ایک ایسا اکسیر ہے جو زہر کو بھی زم زم بنا سکتا ہے، وہ زہر چاہے جسمانی ہو یا معاشرتی ہو، روحانی ہو یا عقلی و علمی ہو۔

* * *

جوان وہ نہیں ہے جو کسی کا حق کھائے، کسی کی عزت پر آنکھ ڈالے، جوان تو وہ ہے جو اپنی کائنات میں آنکھ ڈالے، اپنے اندر دیکھے، اپنے نفس سے لڑے۔

* * *

راز رازداں کی امانت ہے۔ دیواروں پر بریانی پھینکنے والے وقت کے قلندر ہو سکتے ہیں، باقی ساری باقیات دنیا کی گندگی کے متلاشی۔

* * *

تصوف کے پیروکار فقیروں کو غصہ ہرگز نہیں آنا چاہیے، اگر غصہ آتا ہے تو جان جائیں خوراک میں خرابی ہے۔

* * *

زندگی کی خواہشیں مرنے کی گھڑی تک ختم نہیں ہوتی، جنہوں نے تمناؤں کو تالے دیے وہ ہی صاحبِ ولایت بنے۔

* * *

جب ایک عاشق عشق کو غنیمت سمجھ لیتا ہے تو وہ اپنے حصے کا پیار بھی عشق کی خاطر لٹا دیا کرتا ہے لیکن اف تک نہیں کرتا۔

* * *

چاپلوسی، خوف اور احترام میں فرق کرنا چاہیئے۔

* * *

میرے بیٹو! زندگی میں اپنے آپ سے مطمئن ہونا شروع ہو جائیں، بس یہ ہی آپکی کامیابی ہوگی۔ دنیا آپ کو احساسِ محرومی میں دھکیلنے کی کوشش کریگی یہ دنیا کی فطرت میں شامل ہے، لیکن آپ کسی کی پرواہ نہ کریں۔

* * *

روزمرہ کی زندگی میں دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اکثر حاسدی اور مینٹل ہوا کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اعلیٰ سمجھ کر دوسروں کی توہین کرتے ہیں۔ لیکن آپ کبھی بھی مایوس نہ ہوا کریں، اپنے کام اور کارگردگی پہ مطمئن ہو کر آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی اور ناصر ہو۔

* * *

ضوابط قوائد اور قوانین مذہبی ہوں یا سماجی، کاروباری، روحانی یا ملکی ہوں صرف پڑھ لینے اور ان پہ عمل کرنے میں بڑا فرق ہے.

***

زندگی کے روزمرہ کے واقعات ہمیں جگانے کی ایک کوشش ہیں اس نیند سے جس کی وجہ سے معاشرے میں وہ سب کچھ رونماء ہو رہا ہے جو انسانیت کے ناتے سے بھی گھٹیا پن ہے۔ مسلمان تو ویسے ہی ایک بڑے کردار کے حامل ہونے چاہئیں، جس کے لئے ان کے رہبر نے ارشادات فرمائے ہیں.

***

شکر کا سبق فقط عشق کی کتاب میں درج ہے جہاں اگر کچھ ملا تب بھی ٹھیک، اگر کچھ نہیں بھی ملا تب بھی خیر، رضا پر راضی رہنا ہے، یعنی خاموشی کا روزہ، شکایت کرنا ممنوع ہے عشق کے قانون اور قاعدوں میں.

***

آج سب کو پتا چل گیا کہ جس پہ اللہ تعالیٰ خود درود پاک پڑھتے ہیں وہ واقعی محبت کے لائق ہیں، ان سے بڑا کوئی اور خدا کی کائنات میں ایسا رحمت والا اور محبت کے لائق ہو ہی نہیں سکتا، بیشک سب مسلمانوں کو اپنی جان، بال بچوں اور کاروبار سے اپنے نبی ﷺ زیادہ عزیز ہیں، یہ دنیا پہ ثابت پہلے بھی ہو چکا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا، ان کی محبت ہمارے عقائد، فرقے، ذات پات، نسل قومیت اور زبان سے بھی زیادہ مقدم ہیں۔ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنے پیارے ہیں.

***

دوستو! خواہش رکھنا تمہارا حق ہے اور پوری کرنے والی اللہ کی ذات ہے، باقی وقت سے پہلے رونا پیٹنا فضول ہے۔ عشق مجازی ہو یا روحانی، اس میں ایسا ہوتا رہے گا، کبھی باغ باغیچہ، کبھی ویرانیاں، کبھی خوشیاں تو کبھی دنیا کی ناراضگیاں، کبھی تحفے تعریفوں کے کبھی طعنہ، یہ پرانا رسم ورواج ہے.

***

دوستو، بے صبری بہت بڑی بیماری ہے، جس کو بھی لگی ہے برا حشر کر دیتی ہے، ہر وقت جلدی کے چکر میں ذاتی نقصان تو ہوتا ہی ہے مگر روح کمزور اور دل کالا ہو جاتا ہے، پھر وسوسوں میں ایسا جکڑ جاتا ہے کہ اعتبار اور اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔اس حد تک کہ اپنے آپ سے بھی بیزار ہو جاتا ہے۔ بس دوستو، توکل ہمیں سکھایا گیا ہے، توکل کو چھوڑو گے تو پریشان ضرور ہو گے.

***

وہم کسی بھی قسم کا ہو خیالی، خوابی، علمی، عقلی، قلمی، ذھنی ہو، یاں انتشاری اور انتظاری ہو، اس کو بد حواس ہو کر نہیں، حواسِ، صبر اور تحمل سے اور نفسیاتی طور حل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے پیچھے اچھی انسانیت ہونا لازمی ہے۔ اچھا انسان تب ہو سکتا ہے جب اس کا واسطہ ظاہری روحانی اور کرداری طور پر انسان کے استاد مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا ہوا ہو.

***

بانٹنے والا بڑا ہوتا تو ہے بنتا نہیں۔ یہ تو اسکو ڈیوٹی ملی ہوتی ہے اپنے مالک کی طرف سے۔ اسکا فرض ہے۔ مگر اس نفسانی دور میں اس بانٹنے والے کی طلب اور تلاش میں نکلنے والا انسان بھی بڑا ہوتا ہے جو اس راز کو جاننے کے لیے نکل پڑے کہ جب ہر طرف لینے والے ہاتھ بڑھ گئے ہوں پھر بھی کوئی بغیر کسی دنیاوی لالچ کے دینے والا ہے۔، یہ اصل حقیقت ہے جس تک رسائی حاصل کرنا صوفیاء کرام کا درس رہا ہے۔

***

بانٹنے والا بڑا نہیں ہوتا مگر بانٹنے کی طلب اور تلاش میں نکلنے والا بڑا ہوتا ہے۔

***

کسی انسان کو کامل انسان بننے کے لئے یہی بہتر نسخہ ہے کہغیر مشروط طور پہ اپنے آپ کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے حوالے کر دے اور بغیر سوال جواب کیے اس کی رحمت میں اپنے آپ کو ڈال دے۔

***

روحانیت اس قابلیت کا نام ہے جس میں ایک انسان کو دوسرا انسان محسوس ہو اور وہ کچھ دیکھ سکے جو عام طور پہ انائیت والے لوگ نہیں محسوس کر سکتے ہیں۔

***

تنقید اور نصیحت میں فرق رکھنا چاہیے۔ اصلاح بغیر اخلاص کے ممکن نہیں ہے۔ تبلیغ بھی، تحرک، تربیت اور چاہت میں تجربہ مانگتی ہے۔

***

جھوٹ ہو یا سچ۔ یقیناً بڑی دلیری ہے جو یکساں کسی کے منہ پہ بولا جاتا ہو۔

***

آزمائشوں کی فرمائش نہیں ہوا کرتی ہے۔ نہ ہی ان کی کوئی زبان ہوتی ہے۔ جب آتی ہیں تو درختوں کو بھی لرزا دیتی ہیں، لیکن وہ کامیاب اور کامران ہوتے ہیں جو دیکھ کر بھی مسکرا کر پار ہو جاتے ہیں۔

***

رشتے فرش پہ بنیں یاں عرش پہ بنیں، لیکن سچ مچ تھکا دیتے ہیں۔

***

آغازِ امتحان تب شروع ہوتا ہے جب انتظار پہ اعتراض ہو، جب وقت میں دقت ہو۔ صبر کو آزمائش نہیں اصلاح سمجھنے سے بند راستے کھل جائیں گے۔

***

گھاس نہیں اٹھائی جائے گنجے سے، قصور درانتی پہ۔

***

گھر کے مالک زیادہ، ہر کسی کا گھوڑا پکڑنا پڑے گا اس کی لگام سمیت، اگر گھوڑا رسی توڑ کر بھاگ گیا تو عوام آجائے گی، پھر بس رئیس کا گھوڑا اور گھاس۔ پھر کندھا دینا پڑے گا۔

***

پہلے صلاح مشورہ بڑوں سے لیا جاتا تھا، اب مفت مشورے مفتمشورے والوں کے سننے پڑتے ہیں۔ جس کا نام ونشان نہیں وہ بھی گھر کا مالک۔ نہ جان نہ پہچان بندہ ایسے آکے اترا جیسے ملک کا حاکم ہو، جاتے جاتے پتہ چلا کہ جاہل جیب بھی کاٹ گیا۔

***

یقین لینا یقین والوں سے، یعنی اعتبار سے بے اعتمادی ظاہر کرنے کے مترادف ہو گا، ایمان یقین دلاتا ہے اور عقیدہ پیدا کرے گا، کہ اگر ملاقات ہو سکی تو ٹھیک ہے ورنہ یہ جان ان پر فدا ہے۔

***

ہر کام ایک راز ہے اور راز خود راز ہے، ایسے ہی زندگی ایک بڑا راز ہے، اس میں پھر اس کے ختم ہونے کا خوف اور زندگی کو زندہ رکھنے کا فکر یہ سب راز ہیں، جنہوں نے بھی اس راز کو جان لیا وہ رازدار بن گئے اس رازدان کے، پھر ان کے نام ان صوفیاء کرام کی فہرستوں میں شامل ہو گئے۔

***

انتظار تب ہی کرنا پڑتا ہے جب پسند نہ پسند کی بات اٹک جاتی ہے، خواہش بھی پوری ہو اور جلدی بھی ہو۔ مگر ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ عشق مجبوری کے ساتھ انتظار کا صبر کرانا جانتا ہے، اگر روزہ ٹوٹ گیا تو پھر افطاری کا مزہ کیسا؟

***

خوف کر اس دیوار کا، جس کا سہارا لے کر کھڑے ہونا سیکھے ہو۔ بغیر چھڑی کے سردار نہیں بن سکو گے، سنگت دربدر، سوار کے ہاتھ شلوار میں۔ ایسے نہیں کر، عقل کے ناخن لے، کیونکہ شریر سزا پاتے ہیں۔

***

ہر نئی چیز زیادہ تیزی دکھاتی ہے تاکہ اپنے پاؤں مضبوط کر سکے۔ نئی دلہن نئے لباس اس لیے پہنتی ہے کہ دلہن بن کرے رہے پھر جتنے دن رہے۔ اگر اسکا شوہر کوئی لالو موالی ہو گا تو بٹھائے گا پہلے دن سے چولھے پر، اور وہ بھی گیلی لکڑیوں پر۔ تب دلہن والے نخرے تو دور کی بات مگر میکے کے اچھے کھانے بھی بھول جائے گی۔

***

اکیلے چراغ کی تعریف کم کر۔ بتی بیچاری جل رہی ہے، تیل بھی کام کر رہا ہے، جب بتی جل کر راکھ ہو جائے گی اور تیل بھی ختم ہو جائے گا پھر دیکھیں چراغ کیسے جلنے کی باتیں کرتا ہے۔

***

ہر چیز اپنے موسم میں اچھی لگتی ہے، جوانی کی جوت سروپ کے جلوے اور جلوس بھی جوانی کے جوبن سے ہیں، یاریاں اور دوستیاں بھی یاروں سے ہیں۔ بگڑے موسم میں میٹھی ٹافیاں بھی نمکین لگیں۔ چکھنے پر ہی ہونٹوں پر احساس دلائیں کہ ان کا موسم گذر چکا ہے، خزاں میں بہار کی خوشبو کہاں سے ڈھونڈو گے، ہر بات وقت پر اچھی لگتی ہے۔

***

جو انسان انتقام چھوڑ کر افہام و تفہیم کا پیچھا کرنا جان لے، یقین سے سمجھ لیں وہ کامل اور مومن بن گیا، یعنی اسے رحمت کا ایک ذرہ مل گیا اس خزانے میں سے جس کو رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے۔ وہ تب ممکن ہو گا جب وہ بندہ ایک مخلوق کی طرح اپنے خالق کا کہنا مان کر کثرتِ درود پاک کا عمل جاری رکھے اور دوسروں سے جاری کروانے کے لیے جدوجہد کرے۔

***

جب شرم وحیا اختتام پذیر ہو جائے، تب آبرو و عزت مُرجھا جاتی ہیں.

***

جب اپنوں کے ہاتھ پگڑی میں ہوں، تو پھر غیروں کی دھمالیں سننے پر کیسا تعجب؟

***

جب اچھے بھلے لوگ گردن نیچی کریں گے تو پھر کاہل اور جاہل لوگ چپل بغلوں میں چھپا کر بھاگیں گے نہیں تو کیا کریں گے؟

***

جو کالی رات کو دن میں تبدیل کر سکتا ہے، عزت اور ذلت اس کے ہاتھ میں ہے، اے انسان خوامخواہ پریشان نہ ہو، وہ ہی رازق اور رحیم ہے، کم کو زیادہ بنا کر دیگا، بے فکر رہو.

***

اگر کسی انسان میں آپ محسوس کریں کہ نفع و نقصان، تعریف اور تنقید یکساں پائی جائیں سمجھ لیجئے کہ وہ صاحبِ ولایت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ بندہ ہے، صاحبِ راز مطلقہ، اور یقیناً معرفتِ الٰہی سے ہمکنار ہو گیا ہے.

***

جس نے بھی اپنے آپ سے غداری کی، مطلب اپنے اندر میں حسد کو پالا، وہ تو تباہ ہو گا ہی، لیکن اپنے ساتھیوں کو بھی لے ڈوبے گا.

***

سب سے بڑا شر وہ خواہشات ہیں جن کی وجہ سے بندہ پانی سے پہلے کپڑے اتار دیتا ہے.

***

بڑا بد بخت وہ شخص ثابت ہوتا ہے جو دوسروں کی باتوں میں آ کر بغیر سوچے سمجھے سنی سنائی کہانیوں پہ دشمنی مول لے۔

* * *

اپنائیت میں انائیت بھی ایک موروثی مرض ہے اور فطرت کے بھی قریب ہے، کیونکہ ہر ایک اپنی کلاس میں نمبر ون آنا چاہتا ہے، لیکن نمبر ون ایک ہی ہوتا ہے جس کے مقدر میں آئے، جس کے مقدر میں آتا ہے اُسے اُس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

* * *

یہ سارے جھگڑے انائیت کے ہیں، ایک دوسرے سے بازی لینے کے لئے وہ ان لوگوں کے ہاتھوں فروحت ہو جاتے ہیں جو خالی ہاتھ ہیں، وہ اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے تماشا بنا کر کسی کا تماشا دیکھنے کے خواہاں زیادہ ہوتے ہیں۔ دکھائی اس طرح دیتے ہیں جیسے بڑے خیر خواہ ہوں لیکن یہ فقط مفادوں کے بازیگر ہیں، جو کسی کا گھر جلا کر سکون لینا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کو پتا تب چلتا ہے جب ان کا اپنا ہی کباڑا ہو جاتا ہے۔

* * *

جھوٹا انسان خود محسوس کرتا ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں، لیکں سننے والے کا یہ بڑا پن ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ سننے کے بعد بھی جھوٹے انسان کو محسوس نہ کروائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ وہ خود وقت آنے پر اپنی ہی جھوٹی باتوں پہ شرمسار ہو کر سرِ تسلیم خم کر دے۔ زباں سے نہ بھی سہی لیکن اس کے چہرے کے آثار نمایاں وضاحت کرتے دکھائی دیں رہے ہونگے۔ واقعتاً جھوٹا، جھوٹا ہی ہوتا ہے کسی مجبوری کے تحت، مفاد کے لیے، یا عادتاً۔

* * *

بیماری کی سبب ہر ایک مرتا ہے، لیکن اخلاقی موت سے مرنے والا لاوارث کی طرح ہمیشہ کے لئے مر جاتا ہے۔

* * *

دنیاوی محبتوں پہ اعتبار کرنے والا انسان، بڑا بے وقوف ہوتا ہے۔

* * *

جو شخص آج خوش نہیں ہوا اپنی روزمرہ زندگی سے وہ صبح کیسے خوش ہو گا؟ جو ہر نئی صبح کے انتظار میں رہ گیا، وہ آج کو بھول گیا، جو آج کو بھول گیا اس کے لیے صبح کبھی نہیں ہو گی۔

* * *

جب اچھے لوگ اچھائیاں چھوڑیں گے تو برے لوگوں کی بدمعاشیاں بڑھیں گی، تبھی تو نئے پیغام نئے انداز سے آئیں گے۔

* * *

سب سے بڑی بھول ہے اپنے آپ کو صحیح سمجھ لینا اور باقی سب کو غلط۔ یہی غلطی اور خود غرضی زندگی کو تباہ کر دیتی ہے۔

* * *

لاشعوری طور پر بچپن اور دوستوں کی صحبت کی وجہ سے ہونے والی، غلط کاریاں عذاب بن کر نازل ہوتی ہیں، جیسے جیسے عمر بڑھتی جاتی ہے، احساس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ آج سے ہی، بس استغفار کی کثرت اور درود کا دامن پکڑ کر رکھیں، نماز پاکیزگی لائے گی، انشاءاللہ تعالیٰ۔ زندگی میں عمل زیادہ کریں اور باتیں کم کریں تو پھر کامیابی ہی کامیابی ہے۔

***

آغازِ امتحان تب شروع ہوتا ہے جب انتظار پہ اعتراض ہو۔ جب وقت میں دقت ہو تو صبر کو آزمائش نہیں اصلاح سمجھنے سے بند راستے کھل جائیں گے.

***

رشتے فرش پہ بنیں یا عرش پہ، لیکن سچ مچ تھکا دیتے ہیں.

***

جہاں نفس کی شرارتوں کا راستہ بند ہوتا ہے، وہاں رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں.

***

سید غلام حیدر شاہ قلندری کی

شایع شدہ کتاب	شایع ہونے والی کتاب
1. منهنجا سهٹا سچڻ (ڪافيون)	1. ميدانِ عشق (تقريرون)
2. پلي چريو چون ماٺهو	2. وارداتِ عشق (تقريرون)
3. نرتئن منجهان نينهن	3. باغِ وفا جون رمزون (روحاني ڪچهريون)
4. هو جي هليا هنگلور (نثر)	4. لفظن جو چار (شاعري)
5. گونجيا گيت حيدر جا (شاعري)	5. سب کچھ چلتا ہے
6. آثارِ قيامت	6. انعامِ عشق (سوالن جا جواب)
7. آذانِ عشق (تقريرون)	7. بے سمجھی کی باتیں (اردو شاعری)
8. چنڊ چهرو محبوب جو (شاعري)	8. چوڏهينءَ وارو چنڊ (ڏاڏا سائين يوسف شاهہ رح جي سوانح حيات)
9. پرينءَ جي پار جون ڳالهيون.	9. روميءَ جي اوطاق (اصلاحي ڪالم)
10. سچڻ جن کي سڏيو	10. جهونن جي جهوپڙي (اصلاحي ڪالم)
11. اعلانِ عشق (تقريرون).	11. جوان جذبن ۾ پوڙهي وقت جي ڪڙي (اصلاحي ڪالم)
12. انتقالِ عشق وصالِ يار (شاعري).	12. ورتم پَر پتائيءَ جي (ڪالم)
13. نچوڙيو نينهن جن کي	13. خير خواهيءَ جي خيرات (ڪالم)
14. ہدایت نامہ سلوکِ قلندری (اردو زبان میں)	14. دَٻي ۾ ٺڪريون (ڪالم)
15. وفاءِ محمد ﷺ	15. لڪيرن جا ليک (ڪالم)
16. رڳون ٿيون رباب (الله پاڪ جو ذڪر ۽ ان جو نعمتون)	16. اسباقِ عشق
17. منيون پيڙي پچ (اصلاحي ڪالم)	
18. سفرِ عشق (ذکر اہل بیت اور زیارات مقدسہ)	
19. مقامِ محبت (عشقِ رسول ﷺ کے پروگرام، ربیع الاول 2021 کی محافل میلاد مصطفیٰ ﷺ)	
20. Salient Message of Sufism	
21. ٺهڪن ۾ ٺاڪوڙو (اصلاحي ڪالم)	
22. رازِ عشق	